دیوان

رنگین و انشاء

مرتبہ

نظامی بدایونی

نظامی پریس
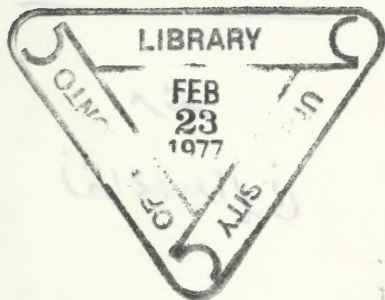
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد رب العالمین اور نعت سید المرسلین خاکپائے شعرائے نکتہ چیں
سعادت یار خاں رنگین عرض کرتا ہے کہ بیچ ایام جوانی کے یہ نامہ سیاہ اکثر گاہ بیگاہ
عرس شیطانی کہ عبارت جس سے تماش بینی خانگیوں کی ہے کرتا تھا اور اس قوم
میں ہر ایک فصیح کی تقریر پر دھیان دھرتا تھا ہر گاہ چند مدت جو اس وضع پر اوقات
بسر ہوئی تو اس عاصی کو اُن کی اصطلاح اور محاوروں سے بہت سی خبر ہوئی
پس واسطے خوشی اُنھیں اشخاص عام بلکہ خاص کی بیبیوں کو اُن کی زبان میں اس
بے زبان ہیچمدان نے موزوں کرکے دیوان ترتیب دیا بقول شخصے گندہ بروزہ
باخشکہ خوردن ہر چند کہ گندہ گرا یجا دبندہ لیکن اُس دیوان میں لغات اور محاورے
ایسے ایسے نظم ہوئے تھے کہ جو اکثر یاروں سے سمجھے نہ جاتے تھے اور وہ اُن کے
دریافت کرنے کو میرے پاس آتے تھے۔ ناچار وہ جو دقیق الفاظ تھے اُن کو
بندے نے اس دیباچہ میں اس طور سے شرح کرکے لکھ دیا تاکہ کسی لفظ کے معنی پڑھنے
اور دیکھنے والوں سے رہ نہ جائیں۔

رنگین

فرہنگ محاورات بیگمات

ردیف الف

اودھل گئی - بدکار ہوگئی
اوردا بیگنی - ترکنی کو کہتے کہ جو محلوں
میں اہتمام کرتی ہی -
ات گت - یعنی بیحد و نہایت
المست یعنی بہت مست
انوکھی بات نئی اور نادر بات ہی
اوشلک لگائی - تہمت لگائی
اوگلتی ہی - جو بات نہیں کہنے کی اُس کو
کہہ رہتی ہی -
انگلیٹ - سراپا جسم کو کہتے ہیں (ڈیل
ڈول جسم کی بناوٹ)
اندر روا نہیں سمجھتا ہی - جی نہیں مانتا ہی

ایسا کیا شہر شلہ پڑا ہی یعنی ایسا کیا شہر
ناپرسان ہی کہ کوئی کسی کی داد کو نہ پہونچے
اپنی ایڑی دیکھ - یعنی نظر نہ لگا -
اوشغلا اٹھایا ہی - یعنی طوفان اُٹھایا ہی
آٹھ آٹھ آنسو روتی - یعنی زار زار روتی
اوپر والیاں چلیں -
اُسے علی کی سنوار - کوسنے کے مقام
پر بولتے ہیں -
ایڑی چوٹی پرسے واروں - اپنے
سر پاؤں سے قربان کروں -
اتراتی ہی - برخود غلط ہوتی ہی -
اُن کوچیلوں کو دوں - کوسنے کے مقام

پر گنتے ہیں یعنی اس کے گوشت کو چیلوں کو
دوں۔

اہلی گہلی پھرتی ہی۔ خراماں اور نازاں
پھرتی ہی

اپنے دلوں سے صاف ہی۔ جی سے
صاف ہی۔

اپنی بیتی کہہ۔ اپنی سرگزشت بیان کر۔

اپنی والی پر اگر آون۔ اگر بدخلقی پر
کمر اندھوں اور اپنی بات کی پیچ کروں تو
غضب ہو۔

آئے دن روٹھتی ہی۔ مدام روٹھتی ہی۔

اوجلی۔ دھوبن کو کہتے ہیں۔

اوپر والا ہوا۔ چاندہوا۔

اچھوانی۔ کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں
کہ زچہ کو بعد لڑکا جننے کے جوش کر کے
پلاتے ہیں۔

اوڑ جاوے۔ مرجاوے۔

آنون جی۔ پڑھانے والی کو کہتے ہیں۔

ایک آنکھ نہ بھایا۔ ذرا پسند نہ آیا۔

ان گنا مہینہ ہی۔ آٹھواں مہینہ ہی۔

اکل کھُری ہی۔ یعنی دو چار میں مل
نہیں بیٹھتی ہی۔

الاچی۔ دوگانا۔ اور
زناخی اور
دوست اور سہ گانہ اور
گوئیاں یہ سب ایک معنی رکھتے ہیں
الاچی اُس کو کہتے ہیں کہ جو الاچی کے
دانے باہم دیگر کھاتے ہیں اور
دوگانہ وہ کہ جو بادام توام کو ایک ایک
کھا کر دوگانہ ہوتی ہیں اور
زناخی اُس کو کہتے ہیں کہ سینہ مرغ میں
سے ایک ہڈی نکلتی ہی اُس کو توڑ کر باہم
زناخی ہوتی ہیں اور
دوست بھی اسی معنی میں آتا ہی۔
سہ گانہ اُسے کہتے ہیں کہ جو دوگانہ کی
دوگانہ ہوتی ہی اگرچہ کمال محل رشک
ہوتا ہی لیکن بہ پاس خاطر دوگانہ کے اس کو
سہ گانہ کہتے ہیں اور

گوئیاں اصطلاح پورب کی ہی یہ لفظ اگرچہ
اردو میں ٹکسال باہر ہی اور بیگمات کے
نزدیک بھی معیوب ہی لیکن حال میں از راہ
تمسخر کے اکثروں کی زبان پر آجاتا ہی
مگر ان سب باتوں سے مراد یہ ہی کہ اکثر
باہم چوٹی کھیلنے والیوں کے یہ رشتے
ہوتے ہیں۔

ردیف ب

بستار کرتی ہی۔ یعنی بات کو بڑھاتی ہی
بیٹھک۔ اچھا ستھرا فرش کرتی ہیں اور
نہا دھو کر اس پر بیٹھتی ہیں اور میاں شیخ
سددیا میاں شاہ دریا یا سکندر شاہ
یا زین خاں بانکے خاں یہ پریاں یا بی
بچھڑی اُن کے سر پر آتی ہیں۔
بوبو اُس کو کہتے ہیں کہ جس نے بڑی
لونڈی کی گود میں پرورش پائی ہووے
بتانا۔ لوہے کا کڑا ہوتا ہی کہ جس سے
چوڑیاں پنہائی جاتی ہیں۔

بڑھاؤ پوشاک۔ اُتارو پوشاک۔
بڑارُن۔ بڑی لونڈی کو کہتے ہیں
بلّلی ہی احمق ہی
بڑما اُس کو کہتے ہیں کہ جو بڑی نہو اور
اپنے آپ کو بڑا جانے۔
بسورتی ہی۔ رونے کا منہ بناتی ہی۔
بے نماز ہوئی۔ حیض آیا۔
بغل کا گھونسا ہی۔ دشمن ہی۔
بیڑی پنہائی ہی۔ حضرت بو علی قلندر کی
منت کی نیلے سوت کی لچھی پنہائی ہی۔
بید یہ ہی یعنی بے مروت ہی۔
بٹلا منہ ہی۔ گول منہ ہی۔
بھنبوڑا۔ دانتوں سے چیرا اور پھاڑا
برنی۔ پلکوں جھڑی۔
بوٹا سا قد ہی۔ چھوٹا سا قد ہی۔
بلبلاتی ہی۔ منت اور زاری کرتی ہی
بے رُخ ہوئی ہی بے مروت ہوتی ہی
اور آنکھ نہیں ملاتی ہی۔
بکّا بھرا۔ چنگل بھرا اور نوچ لیا۔

بھٹھور چولھے کی جلی ہوئی زرد مٹی کو کہتے
ہیں۔ بھر بھراہٹ ہے۔ سوجن ہے۔
بڑا انسا جال ہے۔ بہت پیچ دیچ رشتہ
بڑے بول کا سر نیچا ہے۔ بری بات
کرنا نہ چاہیے اُس سے توبہ ہے
بڑی چیز اُٹھاتی ہے۔ قرآن شریف
کی قسم کھاتی ہے جن کو نہانے کی حاجت ہوتی
ہے وہ ادب سے اور ڈر سے نام قرآن
شریف کا نہیں لیتی ہیں اور یوں کہتی ہیں
بھنڈ قدمی ہے۔ بدقدم ہے
بھونگڑا۔ بھونڈی اور بدزیب چیز کو کہتے ہیں
بُڑھیل۔ بڑھیا۔ بیہودہ کو کہتے ہیں۔
بیر دوڑاتی ہے۔ میکل دوڑاتی ہے۔
بو غبند۔ بڑی گٹھری کو کہتے ہیں۔
بِرُھی۔ مادہ خوک کو کہتے ہیں۔
بیچا۔ بٹا۔
بتولے۔ فریب نہ دے۔
باجی اُس کو کہتے ہیں کہ جو چھوٹے سن میں
جنتی ہے تو اُس کو اُس کی بیٹی اگر ماں کہے
تو شایانِ شان نہیں۔ پس وہ باجی کہتی
ہے غرض یہ لفظ ترکی ہے کہ باجی بہن کو کہتے ہیں
بدن۔ عورت کے عضو مخصوص اور مرد
کے عضوِ مخصوص کو بھی کہتے ہیں (رنگین
نے یہی معنی فحش الفاظ میں بیان کیے ہیں)
بڑھ بھس لگا ہے۔ یعنی بڑھاپے میں سنگار بہت
کرتی ہے۔
بھد رک نہیں۔ تمہاری بات نہیں
تمہاری بات میں استواری نہیں ہے۔
بر کی ماری ہے۔ یعنی افسوں مارا ہے۔
بہلی ہے۔ یعنی بے مزہ اور پھیکی ہے
بجسُل یعنی کثیف۔
بخشو۔ مجھے معاف کر دیجیے۔

ردیف پ

پھا پھا۔ فرباکش یعنی دنالہ۔
پھپیٹ ہائی ہے۔ تھوڑی بات کو
زیادہ کرنے والی یعنی قصبہ دلال مشترکہ
محاورہ اہلِ پنجاب کا ہے

پائل بچہ ہوا۔ پائل بچہ اُس کو کہتے ہیں
کہ جس لڑکے کے جنتے وقت پہلے پانوں
نکلتے ہیں۔

پرچاپ پائی یعنی اجازت اور رُکمک
پائی۔

پھوا پھوا۔ ایک کھیل ہی کہ جو لڑکیاں
باہم ہاتھ جوڑکے چکپھریاں لیکر کھیلتی ہیں

پنڈ اپھیکا۔ بخار ہی۔

پھول ہونے کے دن آے یعنی
کپڑوں سے ہونے کے دن آئے۔

پیٹ کی ہلکی ہی۔ بات کی امانت دار
نہیں ہی۔ افشا کر دیتی ہی۔

پٹخ جاوے گی۔ سوجن کم ہوجاویگی

پہرول دیا یعنی کھول دیا اور افشا کردیا
اور پراگندہ کردیا ان سب مقاموں پر بولتے ہیں
یہ بھی پنجاب کا محاورہ ہی۔

پڑیاں۔ دو وضع کی ہوتی ہیں ایک تو یہ
کہ شیرینی پر جھل بی بی کے نام کی فاتحہ دلاکر
بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیندور اور
عبیر کی پڑیاں اُن کے نام پر اوڑا دیتی ہیں

پھوٹ یعنی درگور۔

پیرسے یعنی ضد سے اور نخیلے سے۔

پنڈیاں اُنھیں کہتے ہیں کہ نیس دوادن
کو کوٹ کر لڈو کی طرح بناتے ہیں اور جاڑوں
میں کھاتے ہیں۔

پگڑی والا۔ حکیم۔ رات کو اور صبح کو شاگرد بدی
جان کر نام نہیں لیتے ہیں پگڑی والا کہتے ہیں

پانوں بھاری ہی۔ پیٹ سے ہی۔

پھول پڑی آگ لگے۔

پچھادی۔ انگیا کی آستینوں کے پاس کے
کپڑوں کو کہتے ہیں۔

پیٹی۔ ایک تو پٹاری کو کہتے ہیں دوسرے
بطور صندوقچے کے ایک بنی چیز ہوتی ہی

ردیف ت

تھل بیٹھو یعنی آرام کرو۔

تھگلی۔ پیوند۔

تار بتار کردیا یعنی تارتار کردیا۔

تھکاریاں۔ بیڑیاں۔

تلپٹ کر دیا ہی - برباد کر دیا ہی -
تیرے کارن - تیرے باعث یہ اہلِ
پنجاب کا محاورہ ہی -
تکا بوٹی کرنا - ٹکڑے ٹکڑے کرنا بیگمات
کے محاورے میں اگلی پچھلی باتوں کے
بکھان ڈالنے کو کہتے ہیں -
تخت کی رات - بیاہ کی رات -
تھس تھس گئی ہی - ستیاناس گئی ہی -
تیکھی ہی - شوخ ہی اور گرما گرم ہی -
تہیائی ہی - تیز ہی - اب اِن جگہ تنیا بولے تیمں
تورا جتاتی ہی - یعنی اپنی بزرگی دکھاتی ہی
غرور کرتی ہی -
تھنکارا - نزلہ
تیونا لاکیا - سلیقہ اور سگھڑ پن
کارشناسی کی -
تار دانی - ایک چھوٹی تھیلی واسطے
سوئی اور پچک رکھنے کے - بنلتے ہیں
اُس کو کہتے ہیں -
تیس دن بیچین ہوں - یعنی مدام بیچین
ہوں -
تیر بیز کروں - تیروں سے چھلنی کروں
تیش میں ہی - یعنی غصہ میں ہی (طیش
ط سے صحیح ہی مگر رنگین نے زنانہ محاورہ
میں تیش لکھا ہی - مولف)
تونی جوڑتی ہی - یعنی طوفان لیتی ہی -
تیری بہا ویں کچھ نہیں - یعنی تیرے
حساب میں کچھ نہیں -
تانتی ہی - ڈراتی ہی - گھُرکتی ہی اور بُرا
کہتی ہی -
تیرا نور اُڑ جائے - تیرا حُسن جاتا رہے
تومڈالا - پراگندہ کیا -
تلے اوپر - تہ و بالا - اوپر نیچے -
لگاتار -
تختی - سینہ اور کمر اور بازو کو کہتے ہیں

ردیف ٹ

ٹھیکر ہی - یعنی پیشانی تمام مخصوص کی
ٹوہ میں ہی - تلاش میں ہی -

آنسوے بہالی ہی۔ یعنی رودی ہی۔
ٹھنڈی کر ڈالوں گی۔ توڑ ڈالوں گی
ٹوکی۔ کٹوریوں کو کہتے ہیں۔
ٹھنڈی نکلی۔ سیتلا نکلی۔

ردیف ج

جل جوگنی۔ چیل۔
جلے پانوں کی بلّی۔ اس کو کہتے ہیں
کہ جو گھر بہ گھر ناحق پھرتی ہی۔
جیا۔ اُسے کہتے ہیں کہ جو دودھ پلائی
ہو یا جسے بجائے دودھ پلائی دائی کے
جانتے ہیں۔
جی بھاری نہ کر یعنی رو نہیں تو۔
جی کا بخار نکالا۔ جی کا ارمان نکالا۔
جھل بجھی۔ خواہش شہوانی۔
جَیبی۔ ایک کمان کی مانند چیز ہوتی ہے
کہ جس سے زبان کو صاف کرتے ہیں۔
جھلا کا۔ قریب منہ کے آگ لانے کے
مقام پر بولتے ہیں۔

جھنجوڑا۔ یعنی ہاتھوں سے چیرا۔

ردیف چ

چندیا سے پرے ہٹ۔ یعنی میرے
سے دور ہٹ۔
چرپاک ہی۔ یعنی زباں دراز فریبی ہی۔
چاؤ۔ یعنی ارمان۔
چھوچھو اس کو کہتے ہیں کہ جو لونڈی ہم عمر
برابر کی ہوتی ہی اور ساتھ کھیل کے بڑی
ہوتی ہی۔
چونڈا۔ سر کے بال اور سر کو کہتے ہیں۔
چھٹیل ہی بھٹے باز ہی۔
چھتیسی ہی۔ آٹھوں گانٹھ کمیت ہی
چھاتی پر مونگ دلی۔ رقیب کے
سامنے معشوق کو ساتھ رکھ کر اُس کو
آتش رشک سے جلایا رنگین نے
اس مطلب کو فحش الفاظ میں بیان
کیا تھا مولف نے الفاظ بدل دیے ہیں
چھاجوں مینہ برستا ہی یعنی بہت

مینہ برستا ہی۔

چھب۔ اوڑھنے اور پہننے کو کہتے ہیں۔

پُھدّا۔ اُس مقام پر بولتے ہیں کہ ایک بات ایسے وقت پر کہی کہ وہ نہ مانے اور اپنی گردن سے بوجھ اُترے۔

چِس گئی ہی۔ فقط انگیا کے مقدمے میں بولتے ہیں۔

چیپسی ہی۔ یعنی خوب گرما گرم ہی۔

چواؤ۔ چرچا اور تکرار یجا کہ جس میں جب رسوائی کا حد سے زیادہ ہو

چٹھیا۔ انگیا کی دونوں کٹوریوں کے بیچ کی دوخت کو کہتے ہیں۔

چوچل بالی ہی۔ یعنی نخرے کرنیوالی ہی

ردیف ح

حسن نظر۔ نظر بد دور۔

حرفت بازی کی۔ یعنی فریبی اور مکار ہی۔

حامی بھری ہی۔ یعنی اقرار کیا ہی۔

ردیف خ

خدا سمجھے تجھے یعنی تو خدا کے غضب میں گرفتار ہو ے۔

خشکہ کھاؤ۔ یعنی جاؤ اور خوش ہو

خیلا پن ہی۔ احمق پن ہی۔ خیلا ہو داہی ہو۔

ردیف د

دائی کو میری کوستی ہی یعنی مجھ کو کوستی ہی

دن ٹل گئے یعنی ایام حیض کے ٹل گئے۔

دوگانہ۔ جو باہم بادام توام کو کھاتی ہیں اور چپٹی کھیلتی ہیں۔

دوپٹھی۔ ایک وضع کی جالی ہوتی ہی کہ اس کا دوہرا خانہ ہوتا ہی۔

دو منہ ہنس لی۔ یعنی ذرا ہنس لی۔
دھندیلے یا دہن۔ یعنی مکر اور فریب اور حیلے یا دہن۔
دھو کر اٹھایا ہی۔ یعنی منت جو مانتی ہیں تو قاعدہ ہی کہ واسطے یادداشت کے چھلہ یا پیسہ یا روپیہ ادب سے دھو کر چھوڑتی ہیں بعد مراد بر آنے کے نیاز کر دیتی ہیں۔
دو جی سے ہی۔ یعنی پیٹ سے ہی۔
دو حرف بھیجتی ہوں۔ یعنی لعنت بھیجتی ہوں۔
درد کھاتی ہی۔ یعنی لڑکا جنا چاہتی ہی
ددا۔ اُس کو کہتے ہیں کہ جس لونڈی کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔
دال میں کالا ہی۔ اس میں کچھ خلل ہی۔
دونا۔ نیاز۔
دِوالیں۔ انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے گردوں کو کہتے ہیں۔
دو بھر ہوا یعنی مشکل ہوا۔
دور پار۔ خدا نہ کرے۔
دوہاجو۔ وہ جس کا پہلا خصم مرجائے اور دوسرا خصم کرے یا وہ مرد جس کی پہلی جورو مرجائے اور دوسری جورو کرے۔
دیوسا۔ یعنی روز مرنے کا۔ جس دن مرد مرا ہو۔

ردیف ر

روپا۔ یعنی چھچھوندر جانور۔
راج کرے بہ الفت۔ یعنی آگ لگے اس الفت کو۔
رنگیلی ہی۔ یعنی بد ذات ہی۔
رائے بینا کی چوڑیاں۔ ایک وضع کی عمدہ چوڑیاں ہوتی ہیں۔
رسّی۔ عورتیں سانپ کو رات کے وقت رسّی کہتی ہیں۔
رہٹی باندھی ہی۔ معمول باندھا ہی۔
رُخ بدلا ہی۔ ادھر سے منہ پھیرا اور

دوستی موقوف کی۔
روٹی اٹھائی۔ قرآن شریف اُٹھایا
یہ لفظ ادب سے اور ڈر سے بولتے ہیں
بلکہ بیشتر جو ناپاک ہوتی ہیں تو وہ اس طرح
سے کہتی ہیں۔

ردیف ز

زناخی۔ جو زناخ توڑ کر باہم زناخی
ہوتی ہیں۔
زمین دیکھی۔ رنگین نے زمین دیکھنے کے
معنی رد کرنا لکھا ہی یعنی نفی کرنا۔ اور زمین
دیکھنا ذلیل ہونے سے بھی مراد ہی مولف
زہر کی گانٹھ ہی۔ بد ذات ہی۔ اور
بد باطن ہی۔
زمین کا پیوند ہو جائے۔ مر جائے۔

ردیف س

سکہ بٹھایا ہی۔ حکم بٹھایا ہی۔
سُنائی آئے۔ خبر کسی کے مرنے کی
آئے۔ یہ بھی محاورہ اہلِ پنجاب کا ہی
لیکن اکثر بیگمات کی زبان پر جاری ہی۔
ستھرائی۔ جھاڑو۔
سُتیا۔ یعنی بہنی یہ لفظ غصے کے
وقت بولتے ہیں۔
سر چوٹ ہی۔ یعنی خلاف مرضی ہی
سہیلی۔ لونڈی۔ جو ہم عمر برابر کی ہوتی
ہی۔ اُس کو کہتے ہیں۔
سیلی۔ اُس کو کہتے ہیں جو رفتے گنڈے پرو ل
پر نکالتے ہیں۔
سنجوگ۔ ملاقات۔ ملاپ باہم۔
سہنک اُس کو کہتے ہیں کہ جو نیاز حضرت
خاتونِ جنت کی ہوتی ہی صحیح لفظ صحناک ہی
سکھی وہ لڑکی جو ذات اور عمر اور
دولت میں برابر ہوتی ہیں
سنکو۔ جو چھپ کر باتیں سُنے۔

ردیف ش

شفتل۔ یعنی نالائق اور بدکار۔

شترکی لموئگی۔ یعنی مقرر لموئگی۔
شاہ کملی کا تکیہ۔ شاہجہان آباد
میں حضرت قطب صاحب کی درگاہ
میں ایک تکیہ ہی کہ وہاں اکثر بیگمات
عرس میں جاتی ہیں اور وہاں کی فقیرنی
کا میرزادی تھی اور وہاں فقیر ہو کر بیٹھی
تھی اُس کا نام شاہ کملی تھا جن دنوں
میں کمال ضعیف تھی بندہ نے بھی اُس کو
دیکھا ہی۔ مدام پوشاک بہت ستھری
پہنتی تھی۔ نہایت پاک اور پاکیزہ رہتی
تھی اور مکان کو بھی حد سے زیادہ صاف
اور شستہ رفتہ رکھتی تھی اور خود بھی باوجود
اس ضعیفی کے نہایت خوب صورت تھی
شدخوری۔ یہ لفظ حقیقت میں شور
خوردہ تھا یعنی دیوار خشت شورہ خوردہ
اس کو بیگمات نے اختصار کرکے شد
خوری ٹھہرایا ہی یعنی ناکارہ اور ناقص
اور موج اور کہنہ ہی۔

شی پائی۔ یعنی اجازت پائی۔
شہتوت کٹایا۔ عضو مخصوص کٹایا
(رنگین نے اس موقعہ پر فحش لفظ لکھا)
شتاح۔ یعنی حرام کار۔

ردیف ص

صندل گھسیں۔ یعنی چپٹی لڑیں۔
صَبورا۔ یعنی مصنوعی عضو مخصوص
کچا چمڑے کا یا ہاتھی دانت کا یا موم کا
جو واسطے تشفی خاطر کے بناتی ہیں۔ اور
اس میں لعاب بہدانہ یا لعاب اسپغول
کو بھرتی ہیں۔
صبر سمیٹتی ہی۔ یعنی طوفان لیتی ہی۔

ردیف ط

طبق۔ اُس کو کہتے ہیں کہ جو چیز پریوں
کی نیاز کی ہوتی ہی۔

ردیف ف

فلانی ۔ بلا کو کہتے ہیں ۔ اور اندام نہانی
کو بھی کہتے ہیں (یہاں رنگین نے فحش
لفظ لکھا ہے ۔
فطرتی ہے ۔ یعنی مکار اور حیلہ باز ہے ۔

ردیف ق

قطامہ ۔ یعنی کٹنی ہے ۔
قصہ باندھا ہے ۔ یعنی قصہ شروع کیا ہے
اور معرکہ برپا کیا ہے ۔
قادری ۔ وہ قسم سینہ بند کی جو چین دار
ہوتی ہے ۔
قرق بٹھاتی ہے ۔ یعنی حکم بٹھاتی ہے اور
منا ہی کرتی ہے ۔

ردیف ک

کرتوت ۔ یعنی جادو اور وہ فعل کہ جو
زبوں ہو ۔
کٹر ۔ یعنی سنگدل ۔
کھٹلے ۔ کان کے اوپر کے سوراخ
کو کہتے ہیں ۔
کوکھ ٹھنڈی ہے ۔ یعنی اولاد ولی ہے
کھڑا دونا دونگی یعنی نیاز مشکل کشا
کی دست بدست دوں گی ۔
کالے کوس ہے ۔ یعنی بہت دور ہے ۔
کاکا ۔ اُس خواجہ سرا کو کہتے ہیں کہ جس
کی گود میں باپ نے پرورش پائی ہو
کھاک سی ۔ وہ جو زچہ بعد جننے کے
پیٹ کھجلاتی ہے اور لکیریں سپید سپید
موٹی موٹی پیٹ اور چھاتیوں میں اور
رانوں میں پڑ جاتی ہیں ۔
کنوتھی میں ۔ یعنی پہلو میں ۔
کیڑیاں نکالی ہیں یعنی جونکیں نکالی ہیں
کسی سے اٹکی ہے ۔ یعنی کسی پر مفتون ہے
کشتی ۔ سر میں تیل ڈالنے کی پیالی کے
طور سے ہوتی ہے اُس کو کہتے ہیں ۔

گرڈیں ڈال۔ یعنی کھول ڈال اور تہ و بالا کر ڈال۔

کارن۔ باعث۔

کُسوّ یعنی قحبہ

کہرام مچایا ہی۔ یعنی ماتم بپد کیا اور رونا پیٹنا اور شور و غل مچایا ہی۔ مگر یہ کہ یہ لفظ قدر عام ہی اور اکثروں کی زبان پر ہی اور اردوے معلیٰ کے مرد اور رنڈی سب بولتے ہیں۔ محاورہ رنڈیوں کا نہیں ہی۔

کیجا جان۔ دائی کو کہتے ہیں۔ یا اُسے کہ جسے بجائے دائی کے سمجھتے ہیں۔ یا جسے جان کی برابر عزیز سمجھتے ہیں۔

کھریں۔ انگیا اور پشواز کی موڈھوں کی تراش کو کہتے ہیں۔

کاڑھا۔ کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں کہ اُنہیں پیٹ گرنے کے واسطے پلاتے ہیں

کوکا۔ دودھ پلائی دائی کی بیٹی کو کہتے ہیں۔

ردیف گ

گھر گھالے ہیں۔ یعنی گھر برباد کیے ہیں یہ لفظ ٹکسال باہر ہی لیکن شوخی اور بانکپن کی راہ سے زبان پر لاتے ہیں۔

گرج کر بولے۔ بآواز مہیب ڈراکر اور چلاّ کر بولے۔

گات۔ چھاتیاں۔

گود بھری جاتی ہی۔ یعنی جب حمل کو سات مہینے گزرتے ہیں تو اس کی خوشی ہوتی ہی۔ اور بڑی بوڑھیاں واسطے شگون کے اس کی گود میں اقسام کے میوے بھرتی ہیں۔

گاچ۔ فرنگ کا ایک کپڑا بہت باریک درخت کی چھال کا بطور لاہی کے ہوتا ہی

گلٹی اس پھوڑیا کو کہتے ہیں کہ جو گلے کے اندر نکلتی ہی قریب تالو کے۔

گھر کھوج مٹی یعنی ستیاناس گئی۔

گھگیاتی ہی۔ یعنی بہت منت کرتی ہی اَو

عاجزی کرتی ہی۔

ردیف ل

لکھا ہی۔ یعنی چغل خور ہی۔
لُتری ہی۔ جو ادھر کی اودھر اور اودھر کی ادھر لگاتی ہی۔
لیڑو۔ بیہودہ کو کہتے ہیں۔
لو۔ کان کی جڑ کو کہتے ہیں۔
لہو پانی ایک کیا۔ یعنی بہت غصہ کیا اور نہایت طیش کھایا۔
لکھوٹا اور لاکھا۔ پان کے رنگ کو کہتے ہیں کہ جو ہونٹھ پر لگاتے ہیں۔
لٹی ہی۔ یعنی فریفتہ ہی۔
لگانی بجھانی ہی۔ یعنی دراندازی اور غمازی کرتی ہی۔
لشکر والا۔ یعنی خصم۔
لُوکا لگے۔ یعنی آگ لگے یہ بھی محاورہ اہل پنجاب کا ہی۔
لپکا اُس بات کا ہی۔ یعنی مدام خواہش

جمع کی ہی۔
لوٹھا ہی۔ یعنی مسٹنڈا ہی۔

ردیف م

مانگ سے ٹھنڈی ہی۔ یعنی سہاگن ہی
مان کرتی ہی۔ یعنی غرور کرتی ہی۔
ملیامیٹ ہوا۔ یعنی برباد ہوا
ماند مجھسے نہیں اُٹھ سکتا یعنی ناز بیجا مجھ سے نہیں اُٹھ سکتا۔
مسکی۔ فقط چولی کے حق میں بولتے ہیں
منہ پھوڑ کر کھا۔ یعنی بے شرم ہو کر کھالے۔
مت ماری گئی یعنی عقل ماری گئی یہ بھی محاورہ اہل پنجاب کا ہی۔
منہ بھرائی دی۔ یعنی رشوت دی
مینک یعنی آنکھ کی پتلی۔
میلے سر سے ہی۔ یعنی کپڑوں سے ہی۔
میرے منہ سے چاہتے ہیں۔ میرے عث اور میری خاطر سے چاہتے ہیں

مٹکنا سا ہی۔ چھوٹا سا ہی۔
مردار ہی۔ یعنی چھپکلی ہی۔
میٹھا برس ہی۔ تیرھواں یا اٹھارہواں
برس ہی۔
میرے منھ سے ہی۔ میرے باعث
سے ہی۔
مرداری۔ چھپکلی۔
مرچ ہی۔ بہت گرما گرم اور تیز ہی۔
ملکا رٹ۔ انگیا کی کٹوریوں کو کہتے ہیں
معمول کے دن ٹل گئے۔ حیض کے
دن ٹل گئے۔
ماموں۔ سانپ کو کہتے ہیں۔
مغز کے کیڑے نہ اڑاو۔ یعنی سر نہ پھراؤ
محرم۔ انگیا
ملنے سے مجھے چڑ ہی۔ جماع سے مجھے
نفرت ہی۔

ردیف ن

نوج - نج۔ دونوں ایک معنی رکھتے

ہیں۔ یعنی خدانخواستہ یا خدانہ کرے
کے مقام پر بولتے ہیں۔
ناگن۔ گدی کے اوپر سر کے بالوں میں
ایک بھونری ہوتی ہی اُس کو کہتے ہیں
ننامیاں۔ یعنی چڑیلیں۔
نگھ کی چوڑیاں۔ ایک قسم کی چوڑیاں
بہت عمدہ ہوتی ہیں اُنھیں کہتے ہیں
ناک چوٹی میں گرفتار ہی۔ یعنی صاحب
غیرت ہی اور نخوت اور پندار میں گرفتار
ہی۔ نگوڑی ناٹھی ہی۔ بیکس اور بےاولاد
نہ ورے۔ نہیں بھلاتے۔ گلا نہیں جاتا
ناک نہ رہی۔ یعنی عزت اور حرمت نہ رہی
نیم تنا۔ بطور کرتے کے بہت کلیوں کا
ہوتا ہی۔
ننگی شمشیر ہوں۔ یعنی بے محابا اور
نڈر ہوں۔

ردیف و

وہ بات ہوگئی۔ مجامعت ہوگئی۔

ردیف ہ

ہوکا ہی۔ یعنی قناعت اور سیری نہیں۔
ہر بابی ہی۔ یعنی ہر کام کی ہی۔
ہرجائی ہی۔ یعنی تلون مزاج ہی۔
ہوک۔ پسلی کے درد کو کہتے ہیں۔
ہاتھ پتھر کے تلے ہی۔ یعنی مقام مجبوری کی
ہلکان ہوئی۔ یعنی حیران ہوئی۔
ہلجان۔ شادی کے بعد ہر ایک پیسے لا کر
پوری حلوا گجوری منگا کر کھاتی ہیں۔
ہتیلی میں چو پڑا۔ یعنی مہندی کے رنگ
میں سپید دھبہ رہ گیا۔
ہمیں ہی ہی کرے۔ یعنی ہمارا مردہ دیکھے
اور پیٹے۔
ہماری بھتی کھاوے یعنی ہمارا حلوا
کھاوے۔
ہینگو۔ بلی کو کہتے ہیں اور بیشتر نکٹی بھی کہتے
ہیں یعنی رات کو چلے میں اس کا نام نہیں
لیتی ہیں۔

ہولا جولی نہ کر۔ یعنی گھبرا نہیں۔
ہاتھ پر ہاتھ دھری بیٹھی ہوں۔ یعنی
بیکار بیٹھی ہوں۔

ردیف ی

یگانہ۔ وہ کہ جس نے ارادہ چھپی لڑنے
کا مصمم کیا ہو لیکن ابھی کچھ ہوا ہو
یہ کس کا موت ہی۔ یعنی یہ کس کا نطفہ ہی

شیخ سدو
میاں زین خاں
میاں صدر جہاں
پیر ہٹیلے۔
ننھے میاں
چہل تن
میاں شاہ دریا
شاہ سکندر
ساتوں پریاں یعنی
لال پری
سبز پری

سبا دپری۔
زرد پری
دریا پری
آسمان پری
نور پری۔ ان سب کو بہت مانتی ہیں اور
اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہیں۔ لیکن میاں
شاہ دریا اور شاہ سکندر اور ساتوں
پریاں سب کے حق میں یہ کہتی ہیں کہ یہ سب
بھائی اور بہن ہیں ان کو جنت سے حق
سبحانہ تعالیٰ نے حضرت خاتون کے
ساتھ کھیلنے کو بھیجا تھا کہ خدمت کیا کریں
اُن کی لونڈیاں اور غلام ہیں۔ پس اس
سبب سے ان کو اُن سب سے افضل
سمجھتی ہیں بلکہ
میاں شاہ دریا اور
سکندر شاہ کو بیشتر نوری شہزادہ
کہتی ہیں یعنی ان کی خلقت نور سے ہے۔
فقط
لاحول ولاقوت الاباللہ العلی العظیم
تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

واری ترے جاوں میں خالق ہی تو خلقت کا
کب مجھ سے بیاں ذرہ ہووے تری قدرت کا

کچھ مجھ کو گناہوں کا خطرہ نہیں محشر میں
چھوڑوں گی نہیں دامن خاتون قیامت کا

تو وہ ہی جواں جس نے پھر کرکے زلیخا کو
یوسف کو کیا مفتوں اس چاند سی صورت کا

پہلو سے گئی واں تک تھا رابعہ بصری کو
یہ شوق دیا تو نے کعبے کی زیارت کا

جو نوح کی بیٹی تھی تھا داعلہ نام اُس کا
طوفاں میں کیا تو نے مورد اُسے لعنت کا

اور حضرت عیسیٰ کو بن باپ کیا پیدا
مریم کا مرے والی شاہد ہی تو عصمت کا

قربان ترے مجھ سے اور میری دو گونے
بھر عمر سے رشتہ باہم محبت کا

اب آٹھ پہر تجھ سے مانگوں ہوں دعا یہ میں
بندی کو پڑے ہو کار کسی کی نہ حاجت کا

۲

مجھ پہ طوفان نہ لے جاوہ کا چل دور ددا — جھوٹ سے منہ کالے ترے جائیگا اڑ نور ددا
ایک تو شکل ڈرانی ہے تری بیجا سی — تسپہ یوں پھاڑ کے دیدے مجھی مت گھور ددا
پک گیا ہے ترے ہاتھوں سے کلیجہ میرا — تجھ کو دوں چیلوں کو گر ہو مرا مقدور ددا
اس لگانے سے ترے اور بجھانے سے ترے — تیرے نالو میں الٰہی کرے ناسور ددا
بڑبڑاتی ہے تو کیا صبح کو کل رہ تو سہی — ہڈی ہڈی تری کرنی ہے مجھے چور ددا
دوستوں کو مرے دشمن تو کیا ہے تونے — اور کیا چاہیے کیا ہے تجھے منظور ددا

تیری تو تو نہیں رہتی ہے بھلا جس تس سے
پھر یہ کیوں کرتی ہے رنگین کا تو مذکور ددا

۳

رات باتوں میں یہاں تونے گزاری انّا — صدقے تیرے کسی ڈھب سے اُسے لاری انّا
سچ اس کا نہ ہو گر مجھ کو تو پھر کس کو ہو — جانتی تو نہیں کیا پانوں ہے بھاری انّا
آج لشکر وہ سدھارا یہ کہا کیوں انّا — تونے گلی سی یہ کیا چھاتی میں ماری انّا
آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے مجھے اُس کی چاہ — روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا
ہونی جو ہونے سو ہو بندی ملے گی شرطی — وصل کی اس سے زباں ہار تو میں ہاری انّا
میں نے مانا ہے کہ وہ آئے تو میں مٹھائی دوں — لا کسی طرح اسے اے مری پیاری انّا
وہ ملے مجھ سے جو اب کے تو علی جی کی قسم — دوں گلے اپنے کا جوڑا تجھے بھاری انّا

اُٹھتے ہی صبح کو اُڑ جاتی ہے رنگین کے پاس
کہیو سب حال مرا میں ترے واری انّا۔

سنا ہے اے زناخی تو نے باجا جب سے اُرگن کا
چلو چلکر قطب صاحب میں جھولے ڈالکر جھولیں
لگاتی اور بجھاتی ہے مری جان سے جس تس کو
کردوں قربان میں پشواز کو جالی کی کرتی پر
ہلا کر سر کیا کر بات تو مجھ سے نہ ہنس ہنس کر
دوگانہ نو زناخی پر مری مرتی ہے کس خاطر

لگی ہر تب سے کلمہ پڑھنے تو از خود فرنگن کا
دوگانہ مینہ برستا ہے مہینہ ہے یہ ساون کا
یہ لیکھا چھوٹ جاوے یا الٰہی دائی سوتن کا
دوگانہ مجھ سے اٹھ سکتا نہیں ہے بوجھ دامن کا
زناخی مارتا ہے مجھ کو ڈورا تیری گردن کا
بنی ہے دوست جانی کون ہے جی کے دشمن کا

جوانی سے وہ پھل پاوے الٰہی جفت نظر میری
وہ کون انسان ہے جو غش نہیں رنگین کے جوبن کا

کل جو مغلانی نے سی دے کے مروڑی انگیا
لے گئی کھول کے تو شب کو دوگانا ساری
ٹھیک کچھ کاٹ پہ یہ ہے نہیں بی مغلانی
رات کو عطر کی شیشی یہ اونڈیلی اُس نے
دھوئی ہے دیکھو بے طرح سے کیا ادبلی لے

ہو گئی تنگ پچھاؤں سے نگوڑی انگیا
ایک بھی میرے پہننے کو نہ چھوڑی انگیا
تنگ اس سے بھی ذرا سیجیو تھوڑی انگیا
کہ سحر اٹھ کے وہ بندی نے نچوڑی انگیا
گلے کی میری نئی دے کے مروڑی انگیا

ٹوکیاں اور پچھا سے ہوئی سب تار بتار
کچھ کچا کر کے جو رنگین نے بچوڑی انگیا

نیند آتی نہیں کم بخت ددانی آجا
اپنی بیتی کوئی کہہ آج کہانی آجا

ہاتھ پہ تیرے ہوئے کس کے ہیں چھلے کا داغ
دی ہے یہ کس نے تجھے اپنی نشانی آجا

جب وہ روٹھا تھا تبھی تو نے لا مجھے دیا
میں نے کچھ قدر تری ہائے نہ جانی آجا

سبز رنگ اب کے ہے نوروز کا اس سر کی قسم
جوڑا لا کر تو بنا دے مجھے دھانی آجا

بال ملتے کے جو ڈورے سے لیے ہیں تو نے
مکل گئی ہے تری آج ڈرانی آجا

غم ہے رنگیں کو نہ میرا ہو ہیں اس کے پیچھے
مفت برباد ہوئی میری جوانی آجا

مجھے چاہیے ہے دھواں دھار جوتا
کوئی لا دے انا طرح دار جوتا

عجب کچھ چپلا پنے سے چلے ہے
پہن کر دوگانا انی وار جوتا

بنایا ہے کم بخت نے اند کتنا
نہ لے ایسا کوئی خریدار جوتا

ٹکے تسپہ موتی ہیں بے ربط دانے
یہ اس جوتے والے کے سر مار جوتا

کبھی میں نے پہنا نہیں یوں تو رنگیں
جھلا بور لایا ہے سو بار جوتا

خدا جانے یہ کس کا ہے سوت خوجا
قیامت رنگیلا ہے یاقوت خوجا

محل میں سوا رنڈیاں گھورنے کو
ہوا ہے کٹا اپنا شہتوت خوجا

مجھے زہر لگتا ہے جب بن اُس کا بلا سا ہے یہ نرا ودت خوجا
دوگانا کو اور مجھکو دیکھا جو لیٹے تو پھر کیا اگر جو کر ہوا بھوت خوجا

غضب ہے کہ رنگیں کا دل پھاڑنے کو
نیا روز کرتا ہے کرتوت خوجا

آکے بیٹھا ہوا بھی وہاں سے بچارا آنکا اب جو بھیجوں تو نہ جاویگا دوبارا آنکا
پاگئی ہیں کہ یہ لایا ہے وہیں کا پیغام آکے نزدیک چوپرُے کے پکارا آنکا
جاکے تو میری دوگانہ کو یہ پیشواز دے آ تیرے صدقے گئی اچھا مرا پیارا آنکا
یاں کے اس ہیرے آپس کے یقیں ہے مجھ کو بیٹھ رہوے گا کہیں کرکے کنارا آنکا
جلکے واں حال مرا روز نہیں کہ آتا تیری ان باتوں نے جی سے مجھی مارا آنکا
میرے منہ سے ہے یہاں بعد مرے یا قسمت کوئی دن اور بھی کر اپنا گزارا آنکا
جیتے جی میرے کہے کوئی تجھے آدھی بات بات ہرگز یہ نہیں مجھ کو گوارا آنکا

لایا رنگیں کو نہ ساتھ اپنے کہہ آیا پیغام
سر سے اک بوجھ سا یہ تونے اُوتارا آنکا

دائی تھی چوٹی گھر اُس کے میں کل جو پڑا ہوئی باجی وہ مثل چور کے گھر مور پڑا
دن ڈھلے جو چلی آئی تو میرے گھر میں تو دوگانہ ترے آنے سے مجھے شور پڑا

میں تجھے چاہوں زناخی تو بچاہے مجھ کو — طور میری تری الفت کا ہی کچھ اور پڑا
آنکھیں دکھتی ہیں ملکتی ہو مری دائی یوں — جیسے چلائے ہی رستہ میں کوئی کو رپڑا
کوڑہ بن سے جو دوا تو نے لگائی مہندی — تو ہتیلی میں مری دیکھ لے یہ چور پڑا
تیری خاطر کروں کتنک میں دوگانا پیاری — پھر اُس بات کا لپکا تجھے در گور پڑا

دیکھ لی تو بھی جیا نام ہی رنگیں اُس کا
سر پہ جس کے وہ دوپٹہ ہی جھلا بور پڑا

تبرک ہی میرا اپنا رونا — یہ ہی سب دونوں کا نانا رونا
جبر کو زناخی کی بھیجا تھا میں نے — گیا اور کے گھر دوگانا رونا
یقیں جان کو گلے اٹکا ہوا ہی — دوا وہ ہمارا اُٹھانا رونا
رونا وہی ہی جو ہر بابی ہووے — کچھ آساں نہیں ہی کھانا رونا
مراجی دھڑکتا ہی نا وقت میں نے — گیا ہی اودھر کو روانا رونا
کھڑے پاؤں پٹکا دوں گر آج ہووے — سلامت وہاں لیکے کھانا رونا

کہے میرا پیغام رنگیں سے جا کر
کچھ اس طرح سیکھے کسانا رونا

زہر لگتا ہی دوگانا مجھے جانا تیرا — ہاں جو بھاتا ہی تو بھاتا ہی یہ آنا تیرا

میرا خاصہ جو دھرا ہی دبی کر نوش جان
آدے کب گھرت خدا جانے کھانا تیرا

سوچ تو جی میں زناخی مجھے بھولے گیو نگر
یوں؎ ... سے ... کا یہ اٹھانا تیرا

ہونٹھ کو تو نے دوا اپنی بنایا ہی جو نگ
کیا مری چڑھ ہی دھڑی کا یہ جمانا تیرا

سب سے ہو روح اٹھ گئی تو جب سے ملا ای رنگین
پھرتا چھاتی پہ ہی وہ ساتھ سُلانا تیرا

کس نے ڈالا ہی زناخی زور مت ٹسوے بہا
کیا بُری خو ہی تری در گور مت ٹسوے بہا

گو مجھے نانسگی باجی تیرے کارن لے بوا
میں نہیں کرنے کی تجھ کو شور مت ٹسوے بہا

ہو رنی کُتّو کھڑی ہی پاس تیرے دیکھ تو
ناچ کر تو اے نگوڑے مور مت ٹسوے بہا

مجھ کو تو گاڑے دوگانا اپنا جی بھاری نہ کر
لے گیا لوٹ کر گھر چور مت ٹسوے بہا

جو نہ جانے تجھکو رنگیں اُس سے کر جل بل بت
چھوڑے انگلی کی میری پور مت ٹسوے بہا

شب کو اُس حبشی بچہ نے یہ غضب خالا کیا
چھپ کے مجھ سے منہ دوگانا کا مری کالا کیا

حفظ نظر کو کا جو میری تھی جوان چھٹی کے بعد
بیٹھ اُسے جب رہ گیا جب دوسرا چالا کیا

؎ بوجہ فحش ہونے کے اس مصرعے سے دو لفظ ترک کیے گئے۔

کون ایسا ہی دوا جس پر کہ اتراتی ہی تو | کوئی پیدا پھر ہنا کیا چاہنے والا گیا
چھاتی میں اپنی زناخی کی سراہوں اے جیا | میں نے اس کی چھاتیوں کو توم کرگالا کیا
کچھ نہ دم مارا مری خاطر سے اس نے زینہار | میں نے جس جس طور سے چاہا تہ و بالا کیا

اے دوا کس سے کہوں رنگیں کی چھل بل یا زباں
بیر[1] دوڑانے میں اُس نے ات بنگالہ کیا

ہر چند میں زناخی سے بیزار ہوں جیا | پر کا کلو دا اپنی سے ناچار ہوں جیا
مجھ سے کسی کا اُٹھ نہیں سکتا ہی ان ہٹ | میں آپ ہی اک چوٹی گرفتار ہوں جیا
لازم نہیں ہی باجی کو دیں تا انسا مجھے | ہر چند عیش[2] کی میں سزاوار ہوں جیا
بس ہو مرا تو اُن کی چھری بھونکوں پیٹ میں | آنکھوں میں جن کے پیر سے ہیں خار ہوں جیا

کچھ احتیاج نامہ و پیغام کی نہیں
رنگیں کے پاس جانے کو تیار ہوں جیا

لے رہیگا میراجی کو کا یہ بہانا ترا | ہی مری چڑ ٹھنڈے اس پانی سے نہانا ترا

[1] بیر۔ ستر۔
[2] عیش کو ہر جگہ رنگین نے عیش لکھا ہی۔

یہ زناخی کھل گیا اجی یہ مجھ کو سیر میں — گاہ لے جانا یہاں سے اور ٹہلانا ترا
تو ہنسی سے ادہر کہتی ہو دہل جاتی ہوں میں — بھاڑ میں جاوے جیا ہر دم یہ دہلانا ترا
رات ہو تو کیا ہوا کو کا دوگانا کو تو لا — خوش نہیں آتا مجھے اس دم یہ بہلانا ترا
اوڑہنی بھاری مری یہ ہو گئی اخراب — ہو مری سر چوٹ لے یوں کر کے لانا ترا
نوچ اس بندی کو بھولی لے زناخی دوپٹا مار — اپنی آنکھوں سے مرے تلووں کا سہلانا ترا
اس تری للو کے صدقے میں گئی رنگیں مری — مجھ کو بھاتا ہی غزل جھٹ سے یہ کہہ لانا ترا

ردیف ب

میرے گھر میں زناخی آئی کب — میں نگوڑی بھلا نہائی کب
صبر میرا سمیٹتی ہو دو — شب کو بولی تھی چارپائی کب
کل زناخی تھی میرے پاس کدھر — اوڑھ بیٹھی تھی میں رضائی کب
لڑکی مدت سے وہ گئی ہو روٹھ — میری اس کی ہوئی صفائی کب
وہ بجستی تو اپنے گھر میں نہ تھی — پاس اُس کے گئی تھی دائی کب
دوڑی لینے کو میں اُسے کس دم — پانوں میں میرے موچ آئی کب
کھانا کھایا تھا میں نے اُس نے کہا — او منگوائی تھی ملائی کب

کی تھی شب میں نے کس جگہ کنگھی — آرسی اُس نے تھی دکھائی کب
ہرگز آتی نہیں ہی سانچ کو آنچ — پیش جادے گی یہ بڑائی کب

گوندھ کر ہاتھ پانوں میں رنگین
اُس نے مہندی مرے لگائی کب

ردیف ت

مرا جی جلاتی ہی دائی کی بات — مجھے کب خوش آتی ہی دائی کی بات
یہی جی میں آتا ہی سر پیٹ لوں — یہ غصہ دلاتی ہی دائی کی بات
کرے منع بکنے سے اُس کو کوئی — مرا سر پھراتی ہی دائی کی بات
وہ کہتی تھی آویں گے آتی ہی وہ — کوئی خالی جاتی ہی دائی کی بات

جب آتی ہی رنگیں کو وہ لے کے تب
مرے ہوش اُڑاتی ہی دائی کی بات

میں تو کرتی ہوں دوگانا سے بھلائی ات گت — اور وہ کرتی ہی بندی سے برائی ات گت
اس کے ملنے کا بڑا ہی مرے دل کو ہوکا — یاد آج اس کی مجھے اُس نے دلائی لت گت

خوب سا میں نے نکال اپنے لیا دل کا بخار
ہو گئی آج مری اُس کی صفائی اُت گت

ہاتھا پائی نہ کرائے جان دوگانا مجھ سے
ڈر خدا سے تری نازک ہی کلائی اُت گت

اے دداجان بتا کیسے کہوں میں مجھ کو
کرتی بیچین ہی رنگین کی جدائی اُت گت

ردیف ج

تجھ سے ملنے کا رونا مجھے ارمان ہو نوج
تو ہی بیدید ترے گھر کوئی مہمان ہو نوج

ناک میں دم تھا چھوڑایا ہی خدا نے لا
عشق کے جال میں پھر بند مری جان ہو نوج

دوست جو میرے ہیں پچھتاتے ہیں اگر مجھ پاس
دوست سے دوست اجی مل کے پشیمان ہو نوج

صدقے حسنین کے جو ہوئے پڑائے بس میں
یا علی اُس پہ کسی طرح کا طوفان ہو نوج

اُگلا میں نے ادسے بخت گڑا ہی رنگیں
اے دداجان کوئی ایسے کے قربان ہو نوج

ردیف ح

رشتۂ الفت کو توڑوں کس طرح
عشق سے میں مونھ کو موڑوں کس طرح

پوچھنے سے اشک کے فرصت نہیں
آستیں کو میں نچوڑوں کس طرح

بعد مدت ہاتھ آیا ہے مرے
اب دوا ہیں اس کو چھوڑوں کس طرح

وہ لگاتا ہی نہیں چھاتی کو ہاتھ
اپنی چھاتی میں مروڑوں کس طرح

شیشۂ دل توڑ کر رنگیں مرا
اب تو کہتا ہے میں جوڑوں کس طرح

ردیف خ

میں تو کچھ کہتی نہیں شوق سے سو بار ہی چیخ
نام لیکر مری دائی کا ددا ماری چیخ

اڑ گئے مغز کے کیڑے تو ادھر کیوں لکڑی
میری چندیا پہ لکڑی ہوکے ادھر آری چیخ

لے میں کہتی ہوں کہ سر پیٹ کے چونڈے کو گھسوٹ
نوچ نوچ اپنا تو منہ شوق سے گرزاری چیخ

لوگ ہاں چونک اٹھے اپنے پرائے سارے
مرٹی تو نے غضب ایسی ہی اک ماری چیخ

تسپہ کراتی ہے مردار اری شاتس ہی
تیرے منہ سے ابھی نکلی ہی نہیں ساری چیخ

ہی یہ قحبہ اسے رنگیں کے حوالے کر دے
میری انا کو دوگانا میں تمہے واری چیخ

ردیف (د)

کوڑدپن سے آج دائی تونے کھولا بوغبند
ایک محرم کے لیے سارا ٹٹولا بوغبند

اے دوا اطلس کی زنگاری نہالی کیا ہوئی
وہ نہیں ملتی ہی میں نے سب ٹٹولا بوغبند

کیا کیا میرا لحاف اُس میں بندھا ہی اسو لی
تھا جو میکے سے مری آیا منجھولا بوغبند

اے دوگانا سب ملا جاویگا جوڑا اک کا
بیر سے باندھا ہی تونے آج بولا بوغبند

کل زناخی کیا کہوں کیا میری مت ماری گئی
لے گیا رنگیں مجھے دیکر ٹٹولا بوغبند

ظاہر فلک سے لیکے ہوا نازنیں کا بھید
لیکن کھلا زناخی کے ہرگز نہ کیں کا بھید

تھا مجکو کام آٹھ پہر اُس کی یاد سے
جانے تھا کون اس دل اندوہگیں کا بھید

جا کر دلانے کہدیا باجی سے میرا حال
کہتا ہی ہمنشیں بھی کوئی ہمنشیں کا بھید

ق

ملنے کو جب کہوں ہوں وہ کہتی ہی تب نہیں
معلوم ہی نے کرلیا اس کی نہیں کا بھید

شاید کہ اُس نے اور سی توڑی کہیں زناخ
دریافت ہوگیا مجھے اُس نازنیں کا بھید

پھنس اندنوں گئی ہی وہ رنگیں کے دام میں
مجھ سے تو کچھ چھپا نہیں رہتا کہیں کا بھید

الضاً

بھاتا نہیں ہی مجھ کو گنواری ازاربند
جا کر دداوہ لچھے کا لاری ازاربند

جاتا ہی پھول والوں کے میلے میں وہ جیا
چنپا کا ہیں وہ پہنوں گی بھاری ازاربند

ہمسائی پر یہ وقت پڑا ہی کہ تیس دن
بن بن کے بیچتی ہی بچاری ازاربند

ڈھیلی گرہ لگاؤں تو آنا یہ کہتی ہی
آیا نہ باندھنا تجھے واری ازاربند

ق

باندھوں جو کھینچ کر تو وہ کہتی ہی یہ مجھے
کیا کس کے باندھتی ہی تو پیاری ازاربند

رنگین قسم ہی تیری ہی۔ ہوں میلے سرے میں
مت کھول کر کے منت و زاری ازاربند

ردیف ر

اے دوگانہ تو مجھے لوٹنے کو آئی پھر
پھر سٹک جاوے گی گھر پر میری ستھرائی پھر

اپنی والی پہ جو آؤں تو دوگانہ سُن رکھ
پیش جاوے نہ تری مجھ سے یہ چترائی پھر

دیکھ تو میرے تلے ہیں ہی یہ کیا بٹہ سا
ناف کے نیچے مرے ہاتھ تو اے دائی پھیر

جو زناخی تو کرے گی یو ہیں ہرجائی پن
تو یہ اُڑ جاوے گی منہ کی تری زیبائی پھر

عیدی لیکر میری سسرال گئی تھی انّا
جو وہ لے یاں سے گئی تھی سو ہی وہ لائی پھر

دور جھلی تھی اصیل اُس کو ہی لائی رنگین
میری قسمت میں لکھی تھی وہی گھر گھائی پھر

اب الاچی کو میں اپنے گھر بلاؤں دوریار
زہر کر دیتی ہے وہ کھانے کو لڑ کر مجھ سے روز
کیا گئی گزری ہوں میں ایسی کہ جاؤں ڈوب کر
ہوں وہ دن ناپید جس دن بھیج کر دائی وہاں
ہاتھ آوے تو اُسے رگڑوں میں تلووں کے تلے
چل دوامت چھیڑ بس ہے کون وہ جس کا تو کھائے
وہ لنگوٹی کھینچے ہے اب دور کتنا آپ کو
اُس نے ہمسایہ میں آ کر گھر لیا تو کیا ہوا

اُس کو میں اپنے چھپر کھٹ پر سلاؤں دوریار
آج سے میں ساتھ اُس کے کھانا کھاؤں دوریار
اور منا کر ساتھ اپنے اس کو لاؤں دوریار
واسطے اپنی کچھ اُس سے میں منگاؤں دوریار
اُس کی صورت میں صو ہے کھچاؤں دوریار
اس کی خاطر میں دھڑی گھری جماؤں دوریار
بن بلائے اب میں اُس کے پاس جاؤں دوریار
اب اُسے آواز میں اپنی سناؤں دوریار

دل پہ میرے نقش ہیں رنگیں کی ساری شوخیاں
اُس کی بھجوائی ہوئی مہندی لگاؤں دوریار

ردیف ز

کروں میں کہاں تک مدارات روز — تمہیں چاہیئے ہے وہی بات روز
مجھے گھر کے لوگوں کا ڈر ہے کمال — کروں کس طرح سے ملاقات روز
مرا تیرا چرچا ہے سب شہر میں — بھلا آؤں کیونکر میں ہر رات روز
کہاں تک سنوں کان تو اڑ گئے — تری سنتے سنتے حکایات روز
گئے ہیں مرے گھر میں سب تجھ کو تاڑ — کیا کر نہ رنگیں اشارات روز

تا نس کر باجی نے جب میری بڑھائی پشواز
بڑھی اُجلی نے اک آن کے قصہ نامہ
کرتی جالی کی مجھے بھاتی ہو ہلکی پھلکی
تو دوا ایک ہی اللہ ری او حرفت بات
بوجھ سی اس کے کرلیکی ہی بڑتی ہی میری ۔

میں نے تب پیر سے دو ٹکڑی اڑائی پشواز
اس سے بندی نے وہ دھانی جو دہلائی پشواز
کیوں مرے واسطے باجی نے سلائی پشواز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز
کیوں مجھے گھیر کی انا نے بنھائی پشواز

رشک سے منہ پہ بسنتی کے گئی پھول بسنت
میں نے رنگیں یہ بسنتی جو رنگائی پوشاک

باجی مری ہوتی ہی جب بے نماز
دور دو دا جان یہ ڈھلتا ہی چاند
پکڑے انوکھے مجھے آئے نہیں ۔
گزرے ہیں معمول سے پر دل دو چند

پڑھتی نہیں رہتی ہی تب بے نماز
ان دنوں ہوتی ہوں میں کب بے نماز
رسم یہ ہی ہوتے ہیں سب بے نماز
اب کے ہوئی ہوں میں غضب بے نماز

ہو گئی جڑ مرجھی - آتو - تو - بس
رنگیں نہیں ہوتی وہ اب بے نماز

ردیف (س)

یوں ہی اس دل کو دوگانا کی نشانی کی ہوس
ریت میں مچھلی کو جوں ہوتی ہے پانی کی ہوس

اپنی بیتی ہی کہا کرتی ہوں میں راتوں کو
دھیان قصہ کا مجھے ہے نہ کہانی کی ہوس

جی میں اپنے اُسے نادان سمجھتی ہوں میں
دل میں جو رکھتی ہے اس عالم فانی کی ہوس

ہے درخت ایسا کہاں جس کو لگی ہو نہ ہوا
کوئی ایسا نہیں جس کو نہیں جانی کی ہوس

آرزو گر ہے مرے دل میں تو ہے رنگیں کی
لال جوڑے کی خوشی کچھ ہے نہ دھانی کی ہوس

ردیف ش

اتنی بندی نہیں ہے چاہ سے خوش
جتنی گوئیاں کے ہے نباہ سے خوش

اور کی سیج پر نہیں سوتی
میں ہوں اپنی ہی خوابگاہ سے خوش

دوست سے اپنے مثل کاہ ربا
میں تو ہوتی ہوں برگ کاہ سے خوش

تیس دن میں کسی سے ملتی نہیں
ہوں ملاقات گاہ گاہ سے خوش

خوش ہے رنگیں سے یوں زناخی تو
جیسے ہووے چکور ماہ سے خوش

ردیف غ

میں تو ہرگز نہ زناخی سے کروں جان دریغ
اور نہ ترسائے مجھے ملنے کو ارمان دریغ

وہ جو آوے مرے گھر میں تو مجھے جاوے لپٹ
جاؤں گھر اُس کے تو مجھ سے وہ کرے بان دریغ

دل کی میں سادی بھی کمبخت کر اُس سے اتا
نہ کیا میں نے تو مال و دل و ایمان دریغ

اب جو سوچی تو غرض اس کو بھی مطلب ہے بس
اُس کے دم دینے میں ملہو گئی نادان دریغ

آج رنگیں کو لاتی ہوں میں اور گھر میں مرے
کچھ مہیا ہی نہیں عیش کا سامان دریغ

ردیف ق

ہو نہ یارب کسی کو چاہ کا شوق
اور جو ہو بھی تو ہو نباہ کا شوق

دھیان یوں مجھ کو ہے دوگانا کا
کہربا کو ہو جیسے کاہ کا شوق

عشق کی راہ ہے بہت بے ڈھب
ہو گئے ایسی بھونڈی راہ کا شوق

سارے قصے جہاں کے اپنی ہے جڑ تہ
ہے مگر مجھ کو مہر و ماہ کا شوق

مجھ کو اُس بات کا نہیں ہو کا
بندی رکھتی ہے گاہ گاہ کا شوق

چڑھ ہی چیٹی سے پر تری خاطر
پڑ گیا ہے یہ خواہ نہ خواہ کا شوق

دھیان لوگوں کو ہے یوں رنگیں کا
ہو چکوروں کو جیسے ماہ کا شوق

ردیف ک

اب میری دوگانا کو مرا دھیان ہو گیا خاک
انسان کی آتا اسے پہچان ہو گیا خاک

ملتی نہیں وہ مجھ کو تمہیں اب تو بتا دو
اس بات میں اس کا بھی نقصان ہو گیا خاک

ہیں یاد بہلانے تو اُسے ایسے بہت سے
آنے کو یہاں چاہیے سامان ہو گیا خاک

الفت مری اس کی تو ہوئی ہے کئی دن سے
دل کا مرے نکلا کوئی ارمان ہو گیا خاک

رنگیں سے جو پیغام سلام اُس نے کیا ہے
سوچو تو ذرا جی میں وہ انسان ہو گیا خاک

گو مرے سر پہ نہیں لال پری کی مٹھک
بندی پر دیگی یقیں لال پری کی مٹھک

گو کہ اور مانگ سی وہ ڈھنڈسی ہے جو دیتی ہے
جھاڑ بالوں سے زمیں لال پری کی مٹھک

میں نے مانا ہے جو اس چاند کے دن ٹلجاویں
تو میں دوں آپ وہیں لال پری کی مٹھک

سرخ جوڑا تو رنگا لینے دو لوگو مجھ کو ہے
یوں بھی ہوتی ہے کہیں لال پری کی مٹھک

خاتم زر سی پڑے ہے یہ دوا گھر میرا
ہے پھر اُس گھر میں نگیں لال پری کی مٹھک

ہے جمعرات گھر اپنے کو دوگانا مت جا
آج دے ڈال یہیں لال پری کی مٹھک

تو بھی دیکھ آن کے رنگیں کہ بچی ہے بینے
رشکِ فردوسِ بریں لال پری کی بیٹھک

ردیف ل

لائی گھر ڈھونڈ کر میری خاطر جو سناری ہیکل
جب تلک چھوٹی تھی تب تک تو مرا ہو انہان
خیر سے اتنی بڑی ہو کے اسے کیوں پہنوں
سادی ہیکل مرے سر جوٹ ہو اب جی ہے یہ گنج

تو دوا بولی بہن لیجیے دولاری ہیکل
ننھی منی سی پہنتی تھی یہ پیاری ہیکل
اب بنا دو مرے لائق مجھے بھاری ہیکل
کہ بس اک ڈال نگینوں کی ہو ساری ہیکل

آکے کروٹ کے تلے چبھتے ہیں میرے تعویذ
آج اس واسطے رنگیں نے اتاری ہیکل

کشتی میں کپی تیل کی انّا اونڈیل ڈال
یا رب شب جدائی تو ہرگز نہ ہو نصیب
باجی نہ کر نصیحت بیجا جلے ہے دل
ہوگا جو اس کا وصل تو نقل میٹھو رے جی

سوکھے ہیں بال آکے مرے سر میں تیل ڈال
بندی کو یوں جو چاہیے تو کولھو میں پیل ڈال
ہے آگ سی جو سینے میں اس کو کڑھیل ڈال
یہ ہجر کے جو دن ہیں تو اب ان کو جھیل ڈال

جز تہمت ہے ڈالیں اس کی یہ چھل نہ مجھے
رنگیں خدا کے واسطے تو اس کو جھیل ڈال

تو خریدار کی میرے ہی خریدار اصیل ۔۔۔ مارے گردن تجھے لیکر کوئی تلوار اصیل

میری چندیلے پڑے مٹ کی بکا کر ماما ۔۔۔ میں نے یہ بات کہی تجھ کو ہی سو بار اصیل

بوڑھا نخرا نہ ہلا دور ہرے جلکے بسور ۔۔۔ کس گھوڑی کو ترا بھلئے ہی مبتار اصیل

ایسی بھنڈ قتمی ہی کمبخت کہ جبتک واں سی ۔۔۔ اوشغلہ اوہی تو لاتی ہی ہر بار اصیل

تجھ سی المنت کی میں منہ کو لگاؤں چھاتی ۔۔۔ مہ میں جوبن کے غضب تو تو ہی سرشار اصیل

میں تو کچھ کہتی ہوں تو جاکے وہاں کہتی ہی کچھ ۔۔۔ خوب سوچی تو نہیں تو میری غمخوار اصیل

وہ کہ جو چرخ میں بادل کے لگائے تھگلی ۔۔۔ ایسی عیار سی اک مجھ کو ہی درکار اصیل

کیونکہ چرباک بڑا وہ بھی ہی سنتی ہوں میں ۔۔۔ ق ۔۔۔ آنے جانے کو وہاں چاہیئے طرار اصیل

ایسی ویسی کا وہاں کام نہیں ہی مطلق

جا دے رنگیں کے بلانے کو دوا ۔۔۔ اصیل

ردیف م

شوق مجھ کھونچ مٹی کو جو ہی اُس بات سے کم ۔۔۔ بولتی مجھ سے دوگانا ہی بہت رات سے کم

چار میں بیٹھ کے ہنس لیتی ہوں دو منہ میں بھی ۔۔۔ جی میں خوش ہوتی ہوں ہر دم کی ملاقات سے کم

ان کرتی ہی عبث اپنی وہ جوبن پہ دوانہ ۔۔۔ گات میری بھی زنانخی کی نہیں گات سے کم

کہے وہ کچھ ہی سمجھتی ہی یہ بس کچھ کا کچھ ۔۔۔ دائی واقف ہی دوگانا کے اشارات سے کم

بیعتبار و زہی رنگیں مجھے پیغام سلام ۔۔۔ اور میں آگاہ ہوں اس حرف و حکایات سے کم

ردیف ن

یہ خواہش ہے میری تو مر جائے آتون
سنائی ترے گھر میں اب جائے آتون

نہیں ہلنے دیتی بتا۔ کوئی ہے ہے
ترے ہاتھ سے اب کدھر جائے آتون

کوئی پیس کر خوب سی لال مرچیں
ترے دونوں دیدوں میں بھر جائے آتون

دعا ہے یہ بندی کی دن رات جی سے
الٰہی جہاں سے گزر جائے آتون

مرے جی میں ہے آج گڑیاں نکالوں
سویرے سے گھر اپنے گر جائے آتون

تو چھد جائے میری بچھونوں میں کانٹے
کوئی اس طرح آ کے دھر جائے آتون

کہا تھا مجھے کل تجھے دوں گی چھٹی
کروں کیا جواب یوں مکر جائے آتون

نہیں چڑھنے دیتی ہے کوٹھے پہ مجھکو
چڑھوں میں اگر اپنے گھر جائے آتون

جو کہلا میں بھیجوں تو پھر تجھکو رنگیں
ابھی آن کر ذبح کر جائے آتون

ہمیشہ سے ہے یہ تیرا عجب دستور میلے میں
دوگانا مجھ سے تو اترا کے رہی دیور میں

دوا کچھ ڈال ہے کالا ہے سچ کہ مست تو لادے
ترا آتے ہی منہ کا اڑ گیا کیوں نور میلے میں

خدا جانے کہا تھا بابا ری کس سے لڑی کہ کا
کہ اس نے چوڑیاں کیں اپنی چکنا چور میلے میں

تو اک جالی کے نیچے سے دبا جاون کے اندر سے
بجا کر آنکھ سب کی شوق سے بس گھور میلے میں

ق

یہ رنگیں مردوا جو ہے کھڑا اس سے کوئی کہدے
کہ میرا گر تجھے ہے گھورنا منظور میلے میں

کس کی ہے بخت آوری پہنے کنواری چوڑیاں
جھوٹھا جوڑا اپنوں میں انا یہ جھوٹی بات کی
گر کہے گی مجھ سے کچھ منہ پھوڑ کر باجی تو پھر
ہر نے پہچانا دوگاناواں کی یہ سوغات ہے
مہندی جب ہات میں لگاؤں تب ای منہاری تو
بات سنتی ہی نہیں کمبخت کیسی ڈھیٹھ ہے

رائے بہناں کی جبا مجھ کو بھاری چوڑیاں
سچے بندوں کی پہناے مجھ کو بھاری چوڑیاں
ٹھنڈی کر ڈالونگی میں ہاتھوں کی ساری چوڑیاں
بن چالیسر کی نہیں لگ کی تمہاری چوڑیاں
ٹھیک کر جوڑا اور پہنے سو گاری چوڑیاں
ہاتھ چھلتا ہے بنانے سے چڑھاری چوڑیاں

اب ہوس باقی نہیں رنگین کہ میں نے بارہا
پہنیاں سب لگ کی ہیں باری باری چوڑیاں

اٹھاؤں کب تلک تاں بے تقصیر آئے دن
پہیلی ہے دوا کی بات کچھ بوجھی نہیں جاتی
الٰہی کون بندہ قدا ہوا ہے مجھ پہ دیوانہ
دوا کھائی نہیں ہے گرم دائی کی تو پھر بتلا

دوگانا مجھ سے کیوں سہتی ہے تو دلگیر آئے دن
انوکھی ہے کیا کرتی ہے وہ تقریر آئے دن
کہ ہے میری گلے کی ٹوٹتی زنجیر آئے دن
دوا کیوں بٹتی ہے یہ تری تکبیر آئے دن

زناخی کو یہ بندی بھول جاوے کس طرح رنگین
پھرے ہے پتلیوں میں اس کی وہ تصویر آئے دن

چھپ کے کل مجھ سے دوگانا ترے واری جاؤں
مفت میں ایسا نہ ہو میں کہیں ماری جاؤں

نام چھپ تختی کو کیا رکھتی ہو میری باجی
میں تو ہاں بگڑی ہوں کس طرح سنواری جاؤں

تف تمہیں یوں چڑھیں نظروں میں تمہاری گوئیاں
اور میں کوٹھے سے اس طرح اتاری جاؤں

جھاجوں مینہ برسے ہے ساون کی اندھیری ہے رات
یاں سے ٹکرائی کہ مہراب میں بچاری جاؤں

یہ مناسب نہیں رنگیں کہ میں اپنے گھر تک
شہر میں کرتی ہوئی نالہ و زاری جاؤں

خوان چھڑیوں کے کہیں کم نہ منڈھوا سمدھن
اپنی سمدھن کو تو اوروں سے نہ مروا سمدھن

لیکے ساچق تری گھر والے میں آئی ہوں میں
آج تیاری مری جوڑیوں کی کروا سمدھن

میرے سمدھی سے تشفی تری اتنی ہے کہ بس
تجھکو زنہار نہیں ہے مری پروا سمدھن

میلے کپڑے جو ہیں تیرے تو انھیں دھلوا ڈال
اپنی خستک کو نہ چوہوں سے کتروا سمدھن

شیشیاں رنگ کی خالی ہوئیں تو غم مت کھا
میرا سمدھی ہے انھیں لائیگا بھروا سمدھن

چھوڑ دے اوروں سے ملنے کو تو رنگین کے سوا
چھوڑ کر ایسے کو اوروں سے نہ گروا سمدھن

گرچہ زنانخی جیسی میلی نہیں ہوں میں
لیکن ازار بند کی ڈھیلی نہیں ہوں میں

یہ بولتی ہوں بول ٹرا خاک چاٹ کر
گوئیاں کی طرح جھاڑو کی تیلی نہیں ہوں میں

ہی دوست سکی آنکھوں کی پتلی تو اے جیا
گرچہ دوگانا جان تتیا مرچ ہی تو

بی بی ہوں گھر کی میں بھی رنگیلی نہیں ہوں میں
تو میں بھی چھبیلی میخ ہوں گیلی نہیں ہوں میں

ہیں حرفتیں بھری مری رگ رگ میں کوٹ کر
رنگیں تری طرح سے رنگیلی نہیں ہوں میں

ہرگز نہیں کچھ قدر تجھے چاہ کی گوئیاں
میں قدر کروں تو بھی نہ یہ لب تلک آدی
تو آج نہ آوے تو لہو پیوے ہمارا
اب تجھ سی خدا سمجھے تو ہی زہر کی اک گانٹھ

کہہ کوئی بھی ہی بات تری راہ کی گوئیاں
اب ضعف سے حالت ہی یہ اس آہ کی گوئیاں
تجھ بن نہیں کچھ سیر شب ماہ کی گوئیاں
تجھ پر کہیں پٹکی پڑے درگاہ کی گوئیاں

ہی دل میں ہوس اپنے تو رنگیں کی ہوس ہی
خواہش ہی نہ دولت کی نہ کچھ جاہ کی گوئیاں

قطعہ

ایک دن باجی نے گڑن سے منگائیں گڑیاں
کیا غضب ہی جس گھڑی اس کو بلایا گھر کے بیچ
پتلی پتلی چن کے پھر ہاتھوں سے اپنے جھرمٹ
رنی انا جان کو میں نے بلایا چیخ کر
کیا کہوں لوگو تب آئی جان میری جان میں

آگیا غش مجھ کو یہ سن کر کہ آئیں گڑیاں
طشتری میں پہلے پانی سے دھلائیں گڑیاں
ساری گدڑی میں مری بھر کر لگائیں گڑیاں
آن کر اس نے مری وہ سب چھڑائیں گڑیاں
مرمی گڑن نے جب وہ سب چھٹائیں گڑیاں

رات وہ رو رو کے کاٹی ہے بھی جس طرح | پاسباں منگوا اگر دم بھر آئیں گھڑیاں

ڈنک سب دُکھتے ہیں رنگیں نہ بنا کر ل بھبوت
دیکھ تو کیا ظلم میرے پر ہیں لائیں گھڑیاں

جدی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں | بُری اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
طبیعت چاہتی ہے اُس کو میری | کھچی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
چمٹتا ہے وہ سو سو بار آکر | بچی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
لڑا کرتا ہے وہ مجھ سے ہمیشہ | ملی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

بُرا مجھکو سمجھتا ہے گا رنگیں
بھلی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

ردیف و

کرتی ہے عجب ڈھب سے تقریر مری چھو چھو | حف میری نظر ہیگی تصویر مری چھو چھو
ننھے سے کلیجہ کو کیا اُس کے ہوا لو گو | کچھ ان دنوں رہتی ہے دلگیر مری چھو چھو
ہٹ کیوں نہ کرے ہر دم اب پیر ہٹیلے کی | ہر سال پہنتی ہے زنجیر مری چھو چھو
برسوں سے اجی اُس کے اور میرے بلانے میں | ہرگز نہیں کرتی ہے تقصیر مری چھو چھو
میں اُس کی جدائی میں دن رات بلکتی ہوں | کچھ پھیر نہیں سکتی تقدیر مری چھو چھو

اس ضد پہ تو چل ہاں رنگیں سے ملوں گی میں
تا غیر تو کر لیجو جاگیر مری چھو چھو

جو ہوئی تھی سو بات ہولی کہارو
چلو لے چلو میری ڈولی کہارو

بچھڑ جاؤ نگری سے مر جاؤ سارے
لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو

چلو ہولے ہولے دھمک سے بجنتی
گئی سب مسک میری چولی کہارو

درے مغز کے بس اڑاؤ نہ کیرٹے
سناؤ نہ اپنی یہ بولی کہارو

الٰہی کرے نکلے تالو میں گلٹی
یہ جیسی زباں تم نے کھولی کہارو

جو ہیں اوتری ڈولی سے میں وہیں تم نے ق
پٹاری مری سب ٹٹولی کہارو

علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری
مجھے سمجھیو تم نہ بھولی کہارو

ذرا اگھر کو رنگیں کے تحقیق کر لو
کریاں سے ہی کی پیسے ڈولی کہارو

ایضاً

یہ بچپنے سے ہی اپنی عادت کہ جس کی ہوتی ہی چاہ بوبو
پھر اُس سے کرتی ہی اپنی مقدور آپ بندی نباہ بوبو
کسی سے آگاہ میں کہاں تھی کہ با گھر آنکھوں میں میری تلپٹ
نہ اس میں تقصیر جی کی ہرگز نہ میرے دل کا گناہ بوبو

جو بڑھ کے باجی سے میں ہوں بولی تو میری تو تو میں مَیں ہوگی
نہیں ہی اور تو اُس سے پوچھو جیا ہی میری گواہ بو بو
دادا کے کہنے پہ تم نہ جانا نہیں ہی باتوں میں اس کی بھڑک
یونہیں وہ کرتی ہی مجھ سے ہر دم نکیوں کر مانگوں پناہ بو بو

کسی رونے سے جل کے کہہ دو خبر شتابی سے اس کی لاوے
غضب ہی رنگیں نہ ابتک آیا پڑی میں تکتی ہوں راہ بو بو

گو نہیں میرا غم زناخی کو
اے دادا دیکھ تو کن انکھیوں سے
دونوں آنکھیں ہیں میری گویاں سے

میں نہ دوں گی قسم زناخی کو
دیکھوں میں چشم نم زناخی کو
چاہتی کب ہوں گم زناخی کو

دیکھ میں تیرے پاس اے رنگیں
آئی گیا دے کے دم زناخی کو؟

گاج - اریک جو جھلی سی ہو
میں کروں اپنی زناخی اُس کو
لاکے تلووں سے دُوائی میرے
رات کو لیتے ہو رتی کا نام

لوگی تو اس کی عجب چھَجی سی ہو
جس کی صورت مری باجی سی ہو
پتی مہندی کی اگر پیسی ہو
تم کچھ اناجی بلّی سی ہو

آنکھ سے کیوں نہ وہ کاجل کو چرائے
ہار دو آپ کو یا جیتو مجھے

اے ددا تجھ سی جو چھتیسی ہو
کھیلتے مجھ سے جو پچیسی ہو

تجھ سے رنگیں وہ پھوا پھو کھیلے
جو سہیلی میری ڈاہلی سی ہو

اے لوگو چھپا جنائی کو
بیکلی سی ہے آج ملواؤں
درد کھاتی ہوں میں مڑوڑی کے
بچہ سیدھا ہے یا کہ ہے پائل
خیر سے انگنا مہینہ ہے
پانچوں کپڑے بدن کے میں اپنے
زہر لگتی ہے مجھکو اچھوانی
نہیں دیتی ہے مجھ کو کاڑھا کیوں

لائے کوئی بلا جنائی کو
پیٹ اپنا دکھا جنائی کو
غم نہیں کچھ مرا جنائی کو
نہیں معلوم کیا جنائی کو
اے ددا کہہ سنا جنائی کو
دوں گی چلّہ نہا جنائی کو
میں پیوں گی بلا جنائی کو
دوں میں کیا کیا بتا جنائی کو

آ کے رنگیں میں تیرے پاؤں پڑوں
ذرا آنکھیں دکھا جنائی کو

ردیف ہ

اے زناخی کیوں کیا کرتی ہی ہر دم اُدہی آہ
ڈر خدا سی اور کیا کر اب کم کم اُدہی آہ

جس طرح کی ہم نے اس سے ملکے باہم اُدہی آہ
ہو نصیب اس طرح کرنی سکو جم جم اُدہی آہ

جب تلک چھوٹی تھی میں باجی نہیں تھی جانتی
اب خدا کے فضل سے کرتی ہوں ہر دم اُدہی آہ

تجھ کو اے انا ہوا کیا ہی کہ شب کو اُٹھکے تو
کھانستے ہیں گھڑی گھڑی کرتی ہی ہر دم اُدہی آہ

بن جو بولی آج تو انا مری کہنے لگی
وا اچھڑی پیاری مری کرتی ہی ہر دم اُدہی آہ

اے دد کیا جانیے سیکھی ہی کس سے ملکے یہ
اب ددگانا کچھ بہت کرتی ہی ہر دم اُدہی آہ

کل نہیں پڑتی کسی کل کیا کروں بیکل ہوں میں
مجھ سے کرواتا ہی اس کے ہجر کا غم اُدہی آہ

جاگتی ہی باجی اب ہی چپل پر اوس کا مزاج
کیا کہوں اسدم یہ میری حق میں ہی سم اُدہی آہ

کیا کروں ناچار رنگیں کی خوشی کے واسطے
سیکھتی میں بھی چلوں ہوں اب تو کم کم اُدہی آہ

کس سے گرمی کا رکھا جائے یہ بھاری روزہ
سردی ہووے تو رکھے مجھ سی بچاری روزہ

دیکھ نیسدے میں تاریخ بتاشے مجھ کو
اب کے آتوں جی رکھوں گی میں ہزاری روزہ

منہ پہ کچھ رکھتی نہیں اپنے وہ پن گھتی ہیں
کھولتی جب ہے دد امیری دلاری روزہ

آج سے فرنی و فالودے کی تیاری کر
کل ہی تو چندی رکھے گی میری پیاری روزہ

میرا منہ اترا ہوا دیکھ کے کہتی ہی جیا ٭ آج تو کر کے : رکھ منت زاری روزہ
اُٹھتی ہی پچھلے پہر رات کو کھا کر سحری ٭ شوق سے رکھیو توکل میں تری واری روزہ

آج روزہ ترا ترٹ و لگے رہے گا وہ ددا
پاس رنگیں کے تو آ رکھ کے بچاری روزہ

ردیف ی

سراپا

ہی اجی میری دوگانا کی سجاوٹ خاصی ٭ چنپئی رنگ غضب تس پہ کھنچاوٹ خاصی
سر کے تعویذ ستم اور فتح پینچ عجیب ٭ بال مہکے ہوئے چوٹی کے گندھاوٹ خاصی
سر سے گفتار جدی سب سے نرالی کچھ سکھ ٭ دانت تصویر میں مسی کی جماوٹ خاصی
شہر آشوب دھڑی نس پہ لکھوٹھا کا فر ٭ سن جو چھوٹا ہی تو ہی منہ کی بھلاوٹ خاصی
گر جگت بولے تو برکالہ آتش ہو زبان ٭ اور رک جائی تو رکنے پر رکاوٹ خاصی
اُس کی بس گات کی کیا بات ہی کیا کہنا ہی ٭ چھب درست ایسی ہی بازو کی گلاوٹ خاصی
کُرتی جالی کی پڑا سر پہ دوپٹہ اچھا ٭ تر پاجامہ او رانگیا کی کساوٹ خاصی
قطع جو کلیا عجب گھیر ہی دامن کا طلسم ٭ آستیں چسپ بہت اور اچاوٹ خاصی
لہر لہرائی ہوئی اُتری وہ طوفانی حباب ٭ گوکھرو اور بنت کی ہی بناوٹ خاصی

سسکی بھرنی وہ غضب اور جھجکنا زیبا
پہونچیاں واچھڑی جی کان کی بالی بیداد
ناز زیبندہ حیا آفت و عشوہ جادو
اچپلاہٹ وہ فسوں اور جھپنا ہی کہ
کیوں نہ ایسے سے پھنسے دل اجی انصاف کرو
بند پاجامہ کی چنیا میں سرپا کی چمک
پاؤں میں کفش بھبو کا وہ مغرق ساری
سب سے سب بات جدی سب سے انوکھی نیاری

اوسی کے ساتھ پھر ابرو کی جھکاوٹ خاصی
نورتن ویسی ہی پتی کی جڑاوٹ خاصی
غمزہ وہ ظلم ادا زور رکھاوٹ خاصی
پھر ملاقات میں کافر وہ رچاوٹ خاصی
لگتا وہ سحر کہ خوب لگاوٹ خاصی
وہ پریزاد دھریں اور بناوٹ خاصی
سرو قد اور ہی رانوں کی ڈھلاوٹ خاصی
سب سے پوشاک الگ سب سے سجاوٹ خاصی

وس کا اظہار کروں تجھ سے میں کیا کیا رنگیں
دست و پا تجھ میں مہندی کی رچاوٹ خاصی

ہی زناجی مری وہ لال پری
وہ چڑھی گات واہ جی تختی
کھنچی کنگھی ستم وہ ڈھیلا پیچ
چشم جادو نگاہ سحر آمیز
دونوں ابرو دھواں عجب گردن
بولنا خوب روٹھنا اچھا
دانت خاصے دھڑی طلسم جمی

ہو جسے دیکھ کر نڈھال پری
وہ پری زاد چھب جمال پری
زلف ناگن سیاہ بال پری
ہر مژہ ناوک اور گال پری
ساری نکھ سکھ درست چال پری
ہنسنا بیداد اور ملال پری
سنہرے لب تسپہ بول چال پری

چھلے تصویر مچھلیاں بُراق ؛
نورتن زور دھکدھکی آفت
ناز طوفاں کرشمہ شہر آشوب
کُرتی نادر نڑاقے کی محرم
پاؤں پاکیزہ کفش ماہی پشت

چوڑیاں سبز ہاتھ لال پری
نتھ غضب پہنچیاں سڈھال پری
غمزہ ظلم اور ادا کمال پری
قہر پاجامہ سر کی شال پری
قد و قامت عجیب چال پری

نندق پاہیں اودیاں رنگین
الغرض ہے وہ بے مثال پری

کیوں یہ گھر کھوج مٹی آج کہاں ماں گئی
تو تو محرم نہیں مت ہاتھ لگا چھاتی کو
بولے وہ آؤ گے کب میں نے تب اُن سے یہ کہا
آ کے وہ پھر بھی گئے دیکھو اب تک نہ پھری

دم تو لینے دے زناخی ترے قربان گئی
سخت بے رحم ہے تو - اوہی مری جان گئی
بندی ہرگز نہیں اب تک کہیں مہمان گئی
لینے بازار جو وہ سبز قدم پان گئی

تیرے صدقے گئی رنگیں غزل اک در توکہ
جگت اُستاد ہے تو میں تجھے پہچان گئی

ٹیس پیڑو میں اُٹھی اوہی مری جان گئی
تجھ سے جب تک نہ ملی تھی مجھے کچھ دکھ نہ تھا

مت ستا مجھ کو دوگانا ترے قربان گئی
ہاتھ ملتی ہوں بری بات کہ کیوں ہاں گئی

جوں جوں پیچھے ہی دھمک بندی کا دم رکتا ہی
بس ترے پاس دوگانا ابھی آئی تھی چلی
زہر لگتی ہی مجھے یہ تیری چخچل بازی

اب مری جان گئی جان بہ میں جان گئی
میرے گھر میں تو عبث کرنے کو طوفان گئی
یاں ترے آنے سے باجی مجھے پہچان گئی

تری رنگیں سے کہیں آنکھ لڑی سچ کہدے
مجھ تو گھبرائی ہوئی پھرتی ہی ادسان گئی

اُٹھتی میری پسلی کے تلے ہوک ہی دائی
یہ آج نہ جاوے تو تری تھوک ہی دائی
لائی ہو دوا تو میری خاطر جو بنا کر
کھائی نہیں جاتی ہی وہ یہ چوک ہی دائی

جس طرح بنے رنگیں کو لا جاکے یہاں تک
اُس بن مجھے کھانا یہ دمِ خوک ہی دائی

دن رات بن اُس کے ہی یہ اب بندی کی حالت
یا شور ہی یا چیخ ہی یا کوک ہی دائی
ساتھ اُس کو نہیں لائی مرے پاس تلک ہائے
تو سوچ لے جی میں یہ تری چوک ہی دائی

غزل

میں نے ترے کارن جو تجا جوگ زناخی
طعنے مجھے اب دیتے ہیں سب لوگ زناخی

تو اور بھی اک بار گلے میرے چمٹ جا
جو پھر کہوں تو دیجیو سو جوگ زناخی

لوگوں نے بہت چاہا کہ میں تو نہ ملیں پھر
ہونا تھا یہ میرا ترا سنجوگ زناخی

ہے ہر اک دل تو جو اُسے چاہے کسی کا
ہے عشق تو رنگیں کا بڑا روگ زناخی

شکل باجی کی جو یاد آتی ہے
تو اجی روح نکل جاتی ہے

وہ تو ہوتی نہیں ہے ہے کمبخت
بات جو دل کو مرے بھاتی ہے

کھوجڑا جائے مری آنکھوں کا
نیند کیوں ان کو نہیں آتی ہے

کوئی کمبخت ملے گا آ کر
کچھ پھڑکتی جو مری چھاتی ہے

ہاتھ سے تیرے مروں کچھ کھا کر
ہر گھڑی جی میں یہ آ جاتی ہے

ستیاناس ہو لے جا نترا
اب تو کیا کیا مجھے دکھلاتی ہے

غم میں رنگیں کے نہ ہونا برباد
یوں زناخی مجھے سمجھاتی ہے

آج دروازے پہ نوبت جو دھری جاتی ہے:
میری کوکا کی اجی گود بھری جاتی ہے

میری اور میری زناخی کے ہے گڑیوں کا بیاہ
آج ساچق ہے مرے گھر سے بری جاتی ہے

میری چھوچھو کی اری کوئی بڑھا دے پشواز
بوجھ سے اُس کے بجختی وہ مری جاتی ہے

سامنے سے مری کوکا کے پرے ہٹ دائی
تیری صورت سے وہ ڈرپوک ڈری جاتی ہے

میری پروا نہیں رنگیں کو اری انا جان
اس کے پاس ایک نئی روز پری جاتی ہے

کیتکی آفت ہے چنپا ظلم نرگس سحر ہے
موگرا جادو غضب گیندا ہے اور دیا ظلم
اس میں جو چھوٹی ہے سب سے اُس کی یہ تقریر ہے
ہے یہ گھر لنکا یہاں ہے کون باون گز سے کم

گل چمن ہے ایک شتاح اور چنبیلی قہر ہے
ہے بسنتی اک بھبوکا اور نویلی قہر ہے
میں سمجھتی ہے نہیں کچھ وہ پہیلی قہر ہے
ایک سے اک واہ بندی کی سہیلی قہر ہے

میں جو جاتی ہوں تو جی آنے کو پھر کرتا نہیں
اے دوا دلچسپ رنگیں کی حویلی قہر ہے

بس اب نہ رکھ تو مجھ کو دلگیر میری باجی
شرطی اوڑاؤں پریاں اور دول لڑائیں دونا
سنتی نہیں کسی کی غصے کے وقت تو پھر
جو لٹھے بن جائے الفت لگ جائے اس کو لوکا
سگھڑاپن اس پہ گریہ زخستم لیک مجھکو

کر دے معاف میری تقصیر میری باجی
گر اب کے مجھ سے مل جائے پیر میری باجی
نام خدا ہی ننگی شمشیر میری باجی
جس واسطے ہوئی ہو دلگیر میری باجی
سینے ہی کیا ہی انگیا تصویر میری باجی

رنگیں سے اور مجھ سے ہو جائے جس میں غٹ پٹ
بتلادے کوئی ایسی تدبیر میری باجی

لیے پھرتی ہی ہتیلی پہ فلانی باندی
یوں تو چپ چاپ ہی سن گئی پر لے مغلانی
کل وہ لشکر کو سدھاریگا سنا ہی میں نے
مردوے یوں تو بہت سنڈے ہیں لیکن ہی ہی
پنڈیاں میں نے جو بتیسی کی بنوائی ہیں
ان کی میں آنکھ کے صدقے کہ سبھوں میں ہی عجب
اور تو کیا کسی لوٹھے سے تجھی دونگی بیاہ

ہوئے غارت کہیں یہ تیری جوانی باندی
ایک گستاخ ہی یہ میری نمانی باندی
جاکے لادے تو مجھے اس کی نشانی باندی
کوئی ایسا نہیں جھاڑے ترا پانی باندی
کھا گئی سر وہ جو را کر یہ فلانی باندی
مری باجی نے مجھے دی ہی ڈرانی باندی
لادے گر اس کا تو پیغام زبانی باندی

خیر سے جاؤں گی میں آج میاں رنگیں پاس
مہندی ہاتھوں میں لگا میرے تہانی باندی

پھرے کیونکر نہ لے گیلے بانکی
ملا ہی جب سے اُس سے شاہ دریا
غضب ہی وہ تو نیلے سرے تھی آج
مجھے بھاتا ہی چٹخارے کا سالن

دوگانا ہی حرم نھنے میاں کی
وہ دشمن تب سے ہیگی میری جاں کی
طبق کی کیوں بنجیری اُس نے پھانکی
یہ البتہ چھوڑی ہی زباں کی

قطعہ

زناخی میری علامہ ہی ایسی
کہا میں نے کہ ملتی جا ادھر آ
کہ جوں ہی کل چلی اک دیکے جھانکی
تو اُس شتاح نے ہونکی نہاں کی

اگر دل پھر گیا رنگیں کا مجھ سے
تو اے آنا رہی میں پھر کہاں کی

منہ بھر آئی جب نہیں پاتی ہی اُردا بیگنی
زرق تب کیا مجھ پہ بٹھلاتی ہی اردا بیگنی
اُس کو لینے کو گئی ہی جی دھڑکتا ہی مرا
دیکھیے پیغام کیا لاتی ہی اُردا بیگنی
یہ مری بختاوری دیکھو کہ باجی سے مجھے
شور ناحق روز دلواتی ہی اردا بیگنی
اس کی چاہت میں جو میرا ہاتھ ہی پھر نہ لے
دم بدم آ مجھ کو دھمکاتی ہی اُردا بیگنی

جبکہ رنگیں کے یہاں تو نے کی سنتی ہوں خبر
اپنا سر کب بک کے کھا جاتی ہے اُردا بیگنی

غزل قطعہ بند

لائی انگیا جو مرے واسطے سی مغلانی / اپنی سگھڑائی پہ اترا کے ہنسی مغلانی

اُس کا تب مان گھٹانے کو کہا یوں میں نے / بات سن جائیو یاں آئیو بی مغلانی

کیا اس انگیا کے پچھاڑوں کو برا کترا ہے / جھول ٹُنا ہی نہیں کتنا کسی مغلانی

پسریاں دونوں طرف کی ہیں دوا لیس ہے کہ / ٹوکی اوندھی ہے ہر ایک اُس کی دھری مغلانی

قہر بے ربط ہے اڑ جائے یہ چڑیا کم بخت / تنسپہ ڈوری ہے عجب ڈھب کی لگی مغلانی

تُرپیاں بھی ہیں سو وہ خاک میں پھر کس سے کہوں / کس روش سے بنت اس پر ہے لگی مغلانی

آستیں ہے یہ ہر اک تنگ کہ چڑھتی ہی نہیں / بند دارائی کی بھونڈے میں سبھی مغلانی

مجھ سے اس بات کو سُن تاؤ بہت سا کھا کر / پھر جو مطلب کو مرے سوچ گئی مغلانی

تو لگی کہنے کہ ہاں میں تو بری ہوں صاحب / اور اچھی سی بلا لیجے کوئی مغلانی

واں کوئی کیوں رہے ہووے جہاں ایسی جلاد / رہے یاں اپنا کوئی مار کے جی مغلانی

کھل کے جب طیش کہا اُس نے گرج کر یہ مجھے / تب یہ جھنجلا کے کہا میں نے کہ بی مغلانی

نہیں رہتی ہو تو لو جاؤ جی بس لس بخشو / میں بھی لیتی ہوں بلا اور ابھی مغلانی

اُس نے گو سر پہ اٹھایا تھا محل کل ہی سے / لیکن اس بات کو سنتے ہی ڈری مغلانی

مجھ کو رنگیں کی قسم اب تو نہ صاحب جو کہو
رکھی جائے گی نہیں ایسی بری مغلانی ؛

میری طرف سے کچھ تو ترے دل میں چور ہی
میں نے بجھ لیا تو دوگانا گھنور ہی

اتنا بڑا ہی سنہ ایک آنوں کی ناک پر
جتنی بڑی ددا مری انگلی کی پور ہی

روے ذرا جو دادا تو دائی ہو بے قرار
دائی ہی مورنی تو مرا دادا مور ہی

منہ ڈھانپ کر تو رو یہ چھلوری نہیں موئی
اے کوکا تیری انگلی کی بکتی یہ کور ہی

ایسی گلے میں جالی کی کرتی ہی دائی کے
جیسی بری پڑے مری میانی کی طور ہی

ہی میرا اچلنا پھرنا دوگانا کے اختیار
یہ جان لو کہ میں ہوں چکی اور وہ ڈور ہی

صدقے زناخی میرے میں قربان اُس کے ہوں
ہم میں چکی ایک ہی اور ایک ڈور ہی

شاید کہ ہو گیا ترا میٹھا برس شروع
کوکا کچھ ان دنوں تری چاہت کا شور ہی

تیری قسم گنواری اُسے جانتی ہوں میں
لونڈی کو رنگیں جو کوئی کہتی بند در ہی

میں وہ تو اوڑھنے کی نہیں کل کی اوڑھنی
باجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی

بھیجا ہی گوٹ کا یہ دوپٹہ مجھے جو خوش
اور آپ اوڑھئے بیٹھیں مسلسل کی اوڑھنی

گرمی کے مارے ناک میں آئی ہی میری جان
اَنّا اوڑھائے لاکے کوئی ہلکی اوڑھنی

بجلی سی مجھ کو بھاتی ہی کچھ بھی سے کاچ کی
بندی کو زہر لگتی ہی ململ کی اوڑھنی

اس بوغبند میں یہ مل جائے گی دوا
تہ کرکے رکھ پٹاری میں آنچل کی اوڑھنی

برسات اس کو کہتے ہیں جی جس بہار میں
سر پہ ہولکے ہوتی ہی بادل کی اوڑھنی

پہونچی لچک کمر کو ارے لوگو دوڑیو
کولے تک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی

بھاری بنت منگا دے کہ رنگیں لگاؤں میں
سر پر مرے ٹھہرتی نہیں ہلکی اوڑھنی ::

کل ملی جی میں ذرا جائیو بی سیدانی
حوض کو دودھ سے بھروائیو بی سیدانی

ق

آج تو چندی ہی سودا مری صحنک کا نام
چوک سے جاکے تمہیں لائیو بی سیدانی

لاکے سودے کو مجھے بیٹوا گر جاؤ کہیں
روبرو بیٹھ کے پکوائیو بی سیدانی

باب جیکیں سب تو وہیں بی بی زنوں کو بلوا
سامنے اپنے دو دکھوائیو بی سیدانی

کھا چکیں وہ تو لگا ہاتھ میں سب کے مہندی
پھر دعا ان سے یہ منگوائیو بی سیدانی

یعنی اس بندی کو جو جو کے ستاتا ہی عبث
اپنی اپنی دو سزا پائیو بی سیدانی

اور وہ رنگیں جو سدا رہتا ہی شریک
بس جوانی سے وہ پھل پائیو بی سیدانی

وہ گرم ہی یہ میری ددا جان ڈومنی
رہ جلائے جس کو دیکھ کے حیران ڈومنی

کرتی ہی ڈومنی نپا کو کا مری جہاں ؛
پکڑے ہی خاک چاٹ کے دان کان ڈومنی

کٹ مستی پن کو میری زناخی کے دیکھکر
کرتی ہی چاک اپنا گریبان ڈومنی

تعلید کرسکے وہ دوگانا کی ذکر کیا
چھپتیسی ہووے کیسی ہی طوفان ڈومنی

سکہ یہی بٹھایا ہی باجی نے اندنوں
آنے نہ پائے یاں کوئی مہمان ڈومنی

آنا مجھو دیکھ کے رنگیں کو میرے پاس
چلتی ہی کیا ہی بیر سے بھر آن ڈومنی

دل کو بیٹھا جو وہ بے پروا لے
پڑگئے جان کے مجھ کو لالے

بوسہ مانگا تو ہوا آزردہ
منہ سے اتنا بھی نہ پھوٹا آ لے

آہ اس عشق کا گھر کھوج مٹے
اس نے گھر دیکھو کیا کیا گھالے

نہیں آتے وہ سفر سے ہی ہی
پڑگئے پائے طلب میں چھالے

جان و مال و دل و دیں تم نے لیا
پھیر اب تم سے کوئی کیا کیا لے

سخت بے دید ہو بے رحم ہو تم
بچ پڑے کوئی تمہاری پالے

روز رنگیں سے بھڑاتے ہیں مجھے
یارب اڑجائیں لگانے والے

نہ خواہاں دیکھنے کی ہوں نہ طالب اُس سے اُلفت کی
دوگانا جان ہیں بجو کی فقط ہوں تیری چاہت کی
تجھے مجھ بن نہ آرام اور نہ چین آوے مجھے تجھ بن
ہم اپنی جو اُلفت ہو تو بہ صورت ہی اُلفت کی
ہم چتون کی حرکت سے مبادا تاڑ لے کوئی
نہیں ہیں دیکھ سکتی تجھ کو ماری اس قباحت کی
بجا سکتی ہوں ہیں اس تک نہ آسکتی ہے وہ مجھ تک
اور اُس پر دیکھیو نیت ہیں کیا کیا کچھ ہے خلقت کی

ہلے یاں ہونٹھ میرے پالیا تم نے وہاں زگگیں
اجی صاحب تمہاری ہیں ہوں قائل اس فراست کی

لو بس جو دوگانا کے یاقوت کی ہے مرکی
نالوں سے ترے تو تو لگتی نہیں یاں آجا
ہیں آگے زناخی کے کچھ بول نہیں سکتی
اس موت سے جلتا ہی بس کس کا ارے لوگو
کیوں بات مری سمجھی جاتی نہیں دائی سے
شاباش تجھے کوکا کہہ تو نے دیا مجھ سے
گانا تو نہیں آتا بہلاتی ہوں جی اپنا

اس سر کی قسم انا ہمسنگ ہے وہ خورکی
واں جا کے ہوا کیا جو تو منہ سے نہ کچھ چہکی
کیا جانیے کیا اُس نے ماری ہے مجھے بُرکی
جوڑی نہیں جاتی ہے ٹوٹی ہے اگر دُھرکی
بولوں ہوں میں پشتو بولوں ہوں میں ترکی
کرنے میں رہا کیا تھا تھی گو نہ کھلی دُرکی
ہول لگے نہ میں انف کرت نہ کچھ ہر کی

سنتی مرے منہ سے جب نام ترا رنگیں
دیتی ہے مجھے آ چابندر کی طرح گھرکی

دیکھیو خشکی تھی میری ایسی کیا۔ بس کی بھری
جس پہ گوئیاں نے جیا اتنی بڑی سسکی بھری
پچھاتی تو تھی یا میں تھی زناخی تو ہی کہہ
ہے میانی کس کی اچھی اور ہے کس کی بھری
تو خفا مت ہو دوا خم اس ہے سب کو ڑھ پن
ساری مسی سے ہے او نگلی دیکھ لے اس کی بھری
کیا نہیں یہ بچس تجھے کمیاب طبق کی اے جیا
تیرے حصے کی رکابی ایک تھی مس کی بھری

روز کس سے ہو سکے وہ بات رنگیں دوہ یار
یہ غضب ہے تونے ہامی کس طرح اس کی بھری

ہر سخن میں ہے کجی وا چھڑی جی
میں نگوڑی تو ہوں سیدھی سلوھی
عید کا دن ہے برس دن کا دن
زرق برق آج غضب دکھلائی

خوبی نخرے کی اجی وا چھڑی جی
مجھ سے کیجے نہ کجی وا چھڑی جی
مجھ سے کہتی ہو نہ جی وا چھڑی جی
زرد پوشاک سجی وا چھڑی جی

اے تری میٹھی زباں کے صدقے
میں یہ سمجھی تھی گئی رات بہت

پھر تو کہہ او چھی جی وا چھڑی جی
نوبتِ صبح بجی وا چھڑی جی

ستیاناس گئی رنگیں سے
دوستی تو نے تجی وا چھڑی جی

یہ میرے یار نے کیا مجھ سے بیوفائی کی
اب اس کے عشق نے کیا کم کیا تھا مجھ سی سلوک
میں تیرے واری نصیحت نہ کر مجھے باجی
بلکہ

ملے نہ پھر کبھی جس دن سے آشنائی کی
ستاہا تو نے خدا ہت تری خدائی کی
تجھے بھی یاد ہی کو اس سب خدائی کی

پھنسا دیا مجھے رنگیں کے دام میں ناحق
کٹے الٰہی کرے ناک میری دائی کی

صدقے تجھ پر سے دوگانا ہی یہ میری باندی
میری باندی نہیں باندی ہی یہ تیری باندی:
جی میں آتا ہی کہ دو آنگلی لگاؤں مستی:
آرسی میری اٹھا کر مجھے دے ری باندی
بڑبڑاتی ہی تو کیوں منہ کو پھلا کر مہربار:
ستیاناس ترا جائیو اری باندی

ہر فلانی یں تری کوئی گرجن بیٹھا:
تجھ کو اُس بات سے ہوتی نہیں سیری باندی

پھوٹ جاوے کہیں یہ تیرا ہوائی دیدہ
آفتلے کو مرے ہاتھ سے لے ری باندی

آنکھ رنگیں پہ تری پڑتی ہے - ہے مجھ کو یقیں
میری باندی نہیں تو اُس کی ہے چیری باندی

ہاتھ سے میری دوگانا کے مری جان بچے
ہاے یکیوں نہ زناخی نے کیے نوشے جاں
آج کیوں تونے دوگانا یہ صبورا باندھا
باندہ چھو چھو کو ذرا لا یہ بوبی انا جان

گزری ہیں سونے سے میرا یہ کہیں کان بچے
جیوں کہ بتوں یہ ہیں نکلے ہیں سبھی پان بچے
ٹھیس لگی ہے بتا کیوں کہ بچہ دان بچے
چارپائی سے تری کل جو وہ تھے بان بچے

دل تو بندی کا لیا دیکھتے ہی رنگیں نے
اب یہی غم ہے کسی طرح سے ایمان بچے:

غمزے کرتی ہے دوگانا سے حیا کس واسطے
تھوکتا ہی تو نہیں ہے مردوا اس کو کوئی
بن دنامی کے حیا اچھی نہیں ہونے کی میں

اک ادا پن میں ادا ہوں سدا کس واسطے
اتنا اتراتی ہے جوبن پر وہ اکس واسطے
چیرے والی نے غبث نسخہ لکھا کس واسطے

اے دوگانا گر زناخی سے نہیں لگا ترا
تو نے اک اپنا لہو پانی کیا کس واسطے

دوست کی تجھ پر نہیں ہے تیرے فرمائش اگر
توبہ تو نے گوکھرو اچھا سیا کس واسطے

آشنا تیرا نہیں کوئی مغل تو لے دوا
منہ سے نکلے ہے ترے ہر دم ہبا کس واسطے

کوئی اتنا جا کے پوچھو اس نگوڑی چاہ سے
چاہ کر اُس کو لہو میرا پیا کس واسطے

بختی کہتی اجی رنگیں کا یہ ایجاد ہے:
منہ چڑھاتا ہے منہ الٹا جیا کس واسطے

کیوں مری خاطر تو گوئیاں آہ اور زاری کرے
یاد کر کر مجھ کو تو کیوں اپنا جی بھاری کرے

اے دوگانا بھول کر چاہت یہ تیری دور یار
اپنی خاطر کو ان پیدا ایک بیماری کرے

کیا کروں ایسی ہی میں کمبخت جو مانوں نہیں
تو زناخی مجھ سے گر ملنے کی تیاری کرے

اُدھلی جاتی ہے نگوڑی مردوں کو دیکھ کر
کب تلک کوکا کی تو آچا خبرداری کرے

لا دے رنگیں کو جیا گر تو تو میں بیتی بچوں:
تو مری دائی اگر اتنی مددگاری کرے۔

مختلف فرد اشعار

ہی ددا ماں کیا بڑا دونا ۔ جو وہ آوے تو دوں کھڑا دونا

یاد کھانے ہیں جو رنگیں مجھے کل تو آیا ۔ تو بچی مرہی کے ایسا مجھے اُچھو آیا

نکلا عید کا چاند جو گھر سے لشکر والا نکلا آج ۔ کیوں نہ پھر والیں الٰہی گلی اوپر والا نکلا آج

مجھ کو روتا دیکھ کر بولی ددا زاری نہ کر ۔ تیرے صدقے ہو کے میں مجاؤں جی بھاری نہ کر

میری چھُوچھُو کو ہو علی کی سنوار ۔ قہر ہی وہ آوے نبی کی مار

پوچھ مت مجھ سے دوگانا ہی تجھی کو تھا برس
دور تیری جان سے تجھ کو لگا میٹھا برس

مجھ کو بھاتا ہی ترا خیلا پن ۔ واہ کیا خوب! یہ البیلا پن

چاک دل رشتۂ الفت سے سدا سیتی ہوں۔

ہجر میں وصل کی امید پہ میں جیتی ہوں

دے مجھ کو جو رخصت تو ابھی ہو کے پھر آؤں
جا گھر کو یہ کہہ منہ سے میں صدقے ترے جاؤں

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو میں
شکر صد شکر کہ وصل اُس سے ہوئی رات کو میں

آج باجی کی ددا تو نے جو پائی پر چک
تو مجھے تانس کے وہ تو نے دکھائی پر جب

دمبدم گوئیاں کی ہیں مجھ کو ددا یاد آتیاں
اُودی اُودی بٹنیاں اور گوری گوری چھاتیاں

کیا برا ہی شہر شملہ جو دوگانا میری جان
ہیں تو ملکوں اور زناخی یوں کھا وے تجھکو نان

آ دوگانا چھاتیوں سے چھاتیاں مل مل گھسیں
چل بدن کو ہم بدن پر رگڑیں اور صندل گھسیں

پاؤں میں ڈالوں گی میں اُس لے کے بڑیاں
کھیلتی پھرتی ہی لڑکوں میں یہ کوکا گبڑیاں

کیوں خفا ہوتی ہو تو منہ جو نرا پائی ہوں میں
تو محل سے میں دوگانا ترے پاس آتی ہوں میں

ہر مہینے میں کرٹھلاتے تھے مجھے بھول کے دن
باری اب کے تو مرے ٹل گئے معمول کے دن

زعفرانی جو دوپٹے پہ روپہری گوٹ ہو | دیکھ کر اُس کو حیا بندی نہ کیونکر لوٹ ہو
شادی کریں گڑیوں کی ہم آؤ نکالو | تم آج زناخی یہ جہا جاؤ نکالو

آج فرصت نہیں کل رات کی ٹھہر کے اُٹھو
بات بندی سے ملاقات کی ٹھہر کے اُٹھو

قسم ہو میاں شاہ دریا کی مجھ کو | دوگانا بہت چاہتی ہوں میں تجھ کو
اب کے یہ عہد ہو کہ جو بارہ وفات ہو | تو میری اور تیری دوگانا وہ بات ہو
میں روبرو بیٹھی ہوں مری جان ادھر دیکھ | صدقے تری ہر آن کے ہر آن ادھر دیکھ

دائی کو غم کب ہی یہ کہتی ہی کیا بی بی مری ‖ کب سے میں بکتی ہوں وہ لائی نہیں جیبی مری

طبیعت جبکہ بندی کی دوگانا جان پر رہٹی ؛
تب اُس کمبخت نے اُن بات کی اک باندھ دی رہٹی

تو اپنی چاہ میں ڈوبا ہوا جو مجھ کو پاتی ہی ‖ تو اس خاطر زناخی مجھ پہ تو طوراجتاتی ہی

ایسے ظالم کو دل دیا ہم نے ‖ آہ اللہ کیا کیا ہم نے

صبح کو اُٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے ‖ یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

دل ہو خوں اور حنا کو بھاگ لگے ‖ اس تری نصفی کو آگ لگے

جب دوگانا باغ میں چلتی ہی میری ذات ‖ سرو کو کہتی ہوں میں ہٹ جا بلند آواز سے

ہوئے باعث مرے مرجانے کے ‖ صدقے اس آپکے گھر جانے کے

دوڑ کر باجی کے سینے کو نہ مٹلانی ہی ‖ پہلے تو میری یہ اطلس کی تلے دانی ہی

ہوگیا چاک جگر کا مجھے سینا بھاری | دشمنون پر ہو مرے ایکے مہینا بھاری

روؤں کو جو کہا میں نے کہ مت جھانک موئی
تو وہیں زہر کی پوڑیا کو دوا پھانک موئی

تو نے منت کی نبھائی جو یہ پیڑی نیلی | تو دداجان مری ہوگئی ایڑی نیلی

بو علی کی مجھے باجی نہ نہاؤ بیڑی بہ | بارھواں ہی یہ برس ایکے بڑھاؤ بیڑی

بھول کر بھی جو کسی اور کے گھر بھول پڑے
تو الٰہی کرے گوئیاں مرے گھر بھول پڑے

١

کیوں آپ کو تیرے پیچھے - ہلکان کروں
کیوں روٹھنے کا تیرے میں ارمان کروں
میں چاہ کے تجھ کو مفت بدنام ہوئی؛
رنگین چل دور تجھ کو قربان کروں

٢

شب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
جب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
دل تجھ کو بہت چاہتا ہی اے رنگین
اب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا

———٭٭———

الحق تری بات میں نہیں ہی بھد رک
برحق تری بات میں نہیں ہی بھد رک
رنگین تری زباں کے نیچے ہی زباں
مطلق تری بات میں نہیں ہی بھد رک

ہیں جب سے ہوئی ہوں تیرے ہاتھوں بسمل سننا نہیں تو میں حال اپنا تجھ سے	۴	جو گزرے ہی مجھ پہ جانتا ہی یہ دل ؛ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ؛
بس سن چکی۔ لوجی۔ بس جی چپکے ہی رہو جی مجھ سے جیسے ہو تم مجھے ہی معلوم	۵	اب کچھ نکہو جی بس جی چپکے ہی رہو جی بس چپکے رہو جی بس چپکے ہی رہو جی
جان آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی تقصیر معاف کیجیے بس روٹھ چکے	۶	ہاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی یاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی
کہو کا تجھ کو یہ کس کی ہی چاہ موئی ؛ رنگین ہی کون جس کا لے لیکر نام	۷	سچ کہہ تو کہ ہی کس سے تجھے راہ موئی کہتی ہر دم یہی ہی تو آہ موئی
	۸	

رنگین سے لیا تھا میں نے رو کر چھلا — دکھلاؤں گی کیا منہ اُسے کھو کر چھلا
پاؤں جو وہ چھلا تو دو امیٹھک دوں — منت کا اُٹھائی ہوں یہ دھو کر چھلا

رنگیں مجھ کو صدر جہاں کی سوگند — اور پیارے مجھے میاں کی سوگند
میں تجھ کو نہ جی سے چاہتی ہوں تو مجھے — سب پریوں کی اور زین خاں کی سوگند

اب مانوں گی میں تیرا کہا رنگیں جان — لے اپنے گلے مجھ کو لگا رنگیں جان
مت ہاتھ جھٹک مرا ترے پاؤں پڑوں — مجھ سے تو روٹھ کر نہ جا رنگیں جان

قطعات

کہی پردے کی بات رنگیں نے — بولی چلوں سے دہ دکھا جھلکا
بات رہتی نہیں ترے جی میں — تو بھی کتنا ہے پیٹ کا ہلکا

۲

ضعف نے رنگیں کیا میرا یہ حال — دل میں آ کر عشق کا جو گھر ہوا
پھانس کی مانند دم کھٹکے ہے آہ — سانس بھی لینا مجھے دوبھر ہوا

۳

میں نے چاہا جو تجھ کو اے رنگین — مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا
تہمتیں جوڑتی ہے کیا کیا خلق — جی لگانا بلائے جان ہوا

رنگین دیکھ تو عشق میں اپنے میں نے اب پہچانا تجھ کو ؛	۴	تو نے مجھ کو کتنا پیسا ؛ تو ہی ایک ارے چھبتیسا ؛
مجھ کو ہنستے کل جو دیکھا اور سے پھر یہ فرمایا مجھے رنگیں نزا	۵	تیش کھا پہلے تو اُس نے سر دھنا زہر لگتا ہے یہ ہرجائی پنا
بدل کے بھیس کو گوئیاں کے گھر میں تو پہنی اجی سے بولی وہ رنگیں	۶	گئی ہنگام میں ہولی کے میں جب کر اے بی دیکھیو گوئیاں کے کرتب
کیا تجھ سے کہوں کہ میں نے ناحق رنگین تجھ سے جو دل لگایا ؛	۷	کھینچی تجھے چاہ کر ندامت تھی اپنے یہ دشمنوں کی چاہت
میں دوگانا کے پاس شب جو گئی بولی پہچان کر وہ اے رنگین	۸	کر کے جوگی کا روپ ملکے بھبوت ہیں نظر میں مری ترے کرتوت
شب کو لپٹی جو میں دوگانا سے چین برابرو ہو یوں کہا رنگین	۹	منہ پہ آنچل کی اُس سے کر کے اوٹ ہے چمٹنا ترا مرے سر چوٹ
	۱۰	

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
دیکھ رنگین مجھے مری گوئیاں : اپنی ہم جولیوں سے کہنے لگی	۱۰	پا گئی میرے عشق کا جب اوج میری گوئیاں سے آنکھ لگتی نوج
دور ہو یاں سے تو نہ چھیڑ مجھے : کھو جڑا جائیو ترا رنگین :	۱۱	کیا نکالی ہے تو نے میری کھج اری میں تجھ سے دل لگاتی بخ
میری اس سال و مہ کے آنے کو رکھ نہ دھیان اور بات کا رنگین	۱۲	اپنے نزدیک جان لے تو فتوح مجھ سے ملتی نہیں ہے میری روح
چھیڑ کر اس نے پوچھا آؤ گے کب : لگا مجھ کو ہاتھ لانے رنگین	۱۳	کہا میں نے بتا کے یوں تاریخ کہیں میری نکل نہ جاوے بیخ
جب اس نے کہا کہ مجھ کو تم سے اک بار وہ کھل کھلا کے رنگین	۱۴	ملنے کا ہے اشتیاق بے حد بولی کہ چہ خوش چرا نباشد
سات دن میں یہی کہتی ہوں کہ یاں پانی پی پی کے یہ کوسوں گی اسے	۱۵	جس نے رنگیں کا کیا آنا بند ہووے یارب وہ زمیں کا پیوند
	۱۶	

رو برو جاکے تو رنگیں کے دوا پیچکے
پوچھے وہ حال جو میرا تو یہ بڑھ کر کہنا

جوڑ کر ہاتھ کھڑی ہو جیو ادسان کے دور
ہی بہت جان سے بیچین تری جان کے دور

۱۷

پاکے تنہا جو کل دوگانا کو
چونکتے ہی وہ بولی سسکی بھر

میں نے چھاتی ملی جھپٹ کے بزور
اوہی میں مرگئی موے درگور

۱۸

زبس ہی ریختہ ایجاد رنگیں
موا انشا بھی اب کہنے لگا ہی :

اسی خاطر کہا کرتا تھا اکثر
چہ خوش اس چیونٹی کے بھی ہوے پر

۱۹

جب کہا میں نے کہ میرے گھر چلو
گال پر انگلی کو رکھ کر یوں کہا

تب مری گوئیاں نے اے رنگیں پکارا
میں ترے گھر جاؤں گی اے دور پار

۲۰

سنا ہی یہ میں نے زناخی مری
کہا ساتھ ہیجلی کے کر مجھ کو یاد

کہیں کرتی پھرتی ہی گلشن کی سیر
کہاں ہو گئے اے جانی یا دش بخیر

۲۱

میر انذ کو رکسی نے جو دوگانہ سے کیا
بول لگی کہنے کہ خواہش نہیں اس کی مجھکو

تو مجھے کوس کے رنگیں وہ بہت ہو کے تیز
بس جو میرا ہو تو میں اس کو کروں تیرا بیز

۲۲

یاد میں اُس کی بھر کے ٹھنڈی سانس دیکھئے کب خدا ملاوے گا ::		یہی کرتی ہوں کر کے میں افسوس اب کی رنگیں گئے ہیں کالے کوس
رنگیں مجھے قول دے کے گوئیاں جو تجھ سے دغا کرے تو پھر بس ::	۲۳	کہنے لگی جی میں لا نہ وسواس ہو اُس بندی کا ستیاناس
کل جو میں نے کہا زناخی سے تو لگی کہنے یوں وہ اے رنگیں	۲۴	جی میں آتا ہے تجھ سے کیجیئے عیش بس بس اب مجھ کو مت دلاو تیش
قسم اس سر کی ہوں میں سیدھی سادھی جو تم کہو کرے ہو چھل بل کے تو رنگیں	۲۵	نہیں آتا مجھے چھل بل سے اخلاص کر دو جا کر کسی چھتل سے اخلاص
دام سے عشق کے نہ تھی واقف چین رہتا تھا جب کہیں رنگیں	۲۶	کام سے عشق کے نہ تھی واقف نام سے عشق کے نہ تھی واقف
کہوں میں کس سے بد جو شخص رنگیں ولیکن سوچ رہتا ہے یہ مجھ کو	۲۷	لگا ہے میرا اُس چھل ہلے[۱] سے عشق نہ تھا کب ایسی چھل پلے[۲] سے عشق
	۲۸	[۱] بدمزاج [۲] نخرے باز

تو نے ڈہکا کے عوریں مجھے کل
میں نے اس سر کی قسم ہی اپنا
لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
کیا رو رو کے لہو پانی ایک

۲۹

وہ جگت میں جو مجھ سے چل نکلا
کہا اُس سے کہ اب اے رنگین
تو وہیں میں نے رک کے کھا کر بل
تجھ سے بولے تو ہو عجب شُغل

۳۰

دل کسی سے نہیں رجتا رنگیں
التجا کس کی کروں اپنی ہمی
ہوئے بد اپنی سے ناچار ہوں میں
ناک چوٹی میں گرفتار ہوں میں

۳۱

جب سے دیکھا ہی مجھکو رنگیں نے
مجھ کو کیا احتیاج زیور کی
ہاں میں تب سے اُس کی بان نہیں
وضع سادی ہی میری بان نہیں

۳۲

کیا بری طرح سے ملتا ہی نوای رنگین جان
رحم آتا نہیں کچھ تجھ کو بدن چھلتا ہی
ہر ملاقات میں کہہ تجھسے کہاں تک اب میں رو دوں
سخت مت ہاتھ لگا مجھ کو ترے پاؤں پڑوں

۳۳

ہر کسی کی بات پر تو پھوٹ کر رو یا نہ کر
میں یہ سمجھاتی تھی رنگیں رات اس نادان کو
یوں کہا گھگیا کے اُس نے کیا کروں ناچار ہوں
بس نہیں چلتا تو روتی ہوں بُرے کی جان کو

ایک نے کل آ کے مجھ سے جب کہا اُس کے مکھڑے کو اجی تب میں نے دیکھ	۴۴	تم کو رنگیں نے بلایا ہے چلو یوں کہا بس لب نہ بک چل دور ہو
کہیو اَنّا یہ میاں رنگیں سے پر یقیں جانیو اسے پیارے	۴۵	گرچہ ہم تم میں ہے بہت ان بن جی سے بھاتا ہے تیرا اخیلا پن
کہا رنگین نے یہ دھواں تری ہلے کچھ بربرا کے ہونٹوں میں	۴۶	گورے پاؤں میں نیلی بیڑی دیکھ کہا میں نے کہ اپنی ایڑی ہی دیکھ
شعر میں نے سُنے ہیں رنگیں کے چڑ چلے اُس کے قتل کرتے ہیں	۴۷	تو جو اُس سے کسی کی لاگ لگے اُس کی اس گفتگو کو آگ لگے
میں جو روٹھی تو بس میاں رنگیں گدگدی کر کے یوں لگے کہنے	۴۸	جی میں کچھ سوچ اپنے ہو کے کھڑے ہم کو ہی ہو کرے جو ہنس نہ پڑے
جب چلی گھر کو روٹھ میں رنگین لگ کے چھاتی سے پھر لگے کہنے	۴۹	ہو کے وہ بیزار دوڑے آئے ہم کو ہی ہو کرے جو آگے جاے
	۵۰	

میاں رنگیں کو دیکھ اپنی گلی میں
لڑ آتا ہی مواجس تس سے آنکھیں
کہا میں نے یہاں تو کیوں کھڑا ہی
تجھے بے طرح یہ لپکا پڑا ہی

۴۱

آکے جب بید ریخ رنگیں نے
ہاتھ ماتھے پہ مار میں نے کہا
لی مری موئی ران میں چٹکی
پڑے اس اختلاط پہ چٹکی

۴۲

ہی غم مجھے رات دن یہ رنگیں
میں نے جو تجھ سے دل لگایا
تجھ سے مری آنکھ کیوں لڑی تھی
کم بخت وہ کونسی گھڑی تھی

۴۳

میں نے کوسا جو غیر کو رنگین
دین و دنیا میں ہووے اُس کا بُرا
بولی گوئیاں کہ ہم رہیں جیتے
جو کسی کا کوئی بُرا چیتے

۴۴

شب کو آئے جو میرے گھر رنگیں
خیر سے جاؤں یاں سے اپنے گھر
منہ تھتھا کر میں بولی اس ڈھب سے
دشمنوں کو بخار ہی شب سے

خمسے

خمسۂ اوّل

عشق کا تیر لگا ہی مجھے کاری اَنّا
زندگی لگتی ہی اس بن مجھے بھاری انّا
رحم کھا کر مرے احوال پہ جاری اَنّا
رات باتوں ہی یہاں تونے گزاری انّا
صدقے تیرے کسی ڈھب سے اُسے لاری انّا

میں نے سو بار کہا ہی یہ تجھے سمجھا کر
کہ بکا کر نہ فلانی کی طرح چلّا کر
او شعلہ روز نیا لاتی ہی اک تو جا کر
آج لشکر دہ سب ہارا یہ کہا کیوں آکر
تو نے کی سی یہ کیا چھاتی میں اری انّا

تہ گھرا ہی یہ دریائے محبت اللہ
کہ نہ تعقل پڑا ہی ملتا ہی نہ کچھ اس کی تھاہ
اس کے ہاتھوں سے تو اب حال ہی بندہ کا تباہ
آٹھ آٹھ آنسو رولاتی ہی مجھے اس کی چاہ

روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا

اُس سے اک بار تو لو بندی لے گی شرطی
ہاتھ اب جان سے دھو بندی لگی شرطی
ننگ و ناموس کو کھو بندی لے گی شرطی
ہونی جو ہوئے سو ہو بندی لیگی شرطی

وصل کی اُس سے زباں اب تو میں ہاری انّا

اُس کو یاں لا تو سہی سوچ میں بیٹھی ہو کیوں
میرا جو عہد ہے اُس عہد پہ میں قائم ہوں
اُس کے آتے ہی قسم ہے مجھے گر دم بھی لوں
میں نے ٹھانا ہے کہ وہ آوے تو میں جھینک دوں

لا کسی طرح اُسے اے مری پیاری انّا

اُس کے لانے کا مجھے روز تو دیتی ہے دم
کھائے جاتا ہے مجھے اس کی جدائی کا غم
حق میں اس بندی کے اب اتنا تغافل ہے ستم
وہ ملے اب کے جو مجھ سے تو علی جی کی قسم

دوں گلے اپنے کا جوڑا تجھے بھاری انّا

بھیجتی جس کو ہوں واں اُس سے مجھی ہوتی ہے یاس
مان لے میرا کہا کیجیو مت اُس کو اُداس
جانا تیرا ہی وہاں کا مجھے آتا ہے راس
اُٹھتے ہی صبح کو اُڑ جائیو رنگین کے پاس

کہیو سب حال مرا ابن ترے واری انا

خمسہ دوم

سمجھ کر مجھے جی میں بھولی کہارو
رہی چپکی میں کچھ نہ بولی کہارو

زباں آج باجی نے کھولی کہارو
جو ہونی تھی سو بات ہولی کہارو

چاو لے چلو میری ڈولی کہارو

نہ نکلے کبھی جاؤ سارے تمھارے
غرض گھاؤ پر گھاؤ تم کھاؤ سارے

خدا ہی سے اپنا کیا پاؤ سارے
بچھڑ جاو نگری سے مر جاؤ سارے

لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو

ہوئی میرے جوڑے کی یہ نیک بختی
اُٹھائی نہ جاوے گی یہ مجھ سے سختی

گر کمر ٹوٹے ہوئے محرم اور ساری تختی
چلو ہولے ہولے دھمک سے نہ تختی

گئی سب مسک میری چولی کہارو

فقط ہنگی مبری اکبری سواری
کردلا کہ منت کردلا کے زاری
یہ کیوں ڈولی رستے میں تم نے اتاری
علی کی قسم میں ؛ دوں گی کہاری

مجھے سمجھو تم ؛ بھولی کہارو

اُٹھا کر مری ڈولی کاندھے پہ دھر لو
ابھی جتنا چاہو تم اوتنا ہی زر لو
گلی کی مری حد سے آگے گزر لو
ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کر لو

کہ ہریاں سے کہیو ڈولی کہارو

خمسۂ سوم

بھاتی ہے جی سے بندی کو آنچل کی اوڑھنی
منگوادو کوئی مجھ کو مسلسل کی اوڑھنی
اوڑھونگی سادی میں تو نہ ململ کی اوڑھنی
ہیں تو وہ اوڑھنے کی نہیں کل کی اوڑھنی

اجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی ؛

ریختیمن ۵

پنکھا ذرا اُٹھا کے تعالیٰ کا چھوڑ دھیان
کمبخت بکتے بکتے مری تھک گئی زبان

ہی ہی جلی جلی مری اس بات کو نومان
گرمی کے مارے ناک میں آئی ہی میری جان

اتنا اوڑھا دے لاکے کوئی ہلکی اوڑھنی

رغبت کثیف شی سے نہیں ہی مجھے ذری
ایمان کی میں اپنے کہوں سچ ہی یہ اجی
جلتا ہی اچھی چیز پہ البتہ میرا جی
بگلی سی مجھ کو بھاتی ہی کچھ جی سے گا جلی

بندی کو زہر لگتی ہی ململ کی اوڑھنی

دالان سے چلی تھی چھپرکٹ میں سونے کو
جی من سنایا جاتا ہی بتاوں میں ہاتھ دو
انگڑائی آئی اٹھتے ہی اک مجھ کو صاحبو
پہونچی لچک کمر کو ارے لوگو دوڑیو

کولے تلک جو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی

بدبخت تیرا ہووے الہی کرے برا
ہی ہی تو کتنی ڈھیٹ ہی سنتی نہیں ذرا
خطرہ مرا ہی تجھ کو نہ کچھ خوف باجی کا
اس بو غبند میں یہ ملی جائے گی ودا

تہ کرکے رکھ پٹاری میں آنچل کی اوڑھنی

نادان مجھ سی کوی نہیں ہی دیار میں
پوچھوں ہوں لاکھ بار یہ باجی سے پیار میں

بھولی ہوں اس قدر میں کہ گرمی کے تار میں
برسات جس کو کہتے ہیں جی جس بہار میں

سر پہ ہوا کے ہوتی ہی بادل کی اوڑھنی

چکرا ہی سر یہ آتا ہی جی میں نہاؤں میں
اک بات میری مان تری واری جاؤں میں

پوشاک اپنے واسطے بھاری سلاؤں میں
بھاری بنت منگا دے کہ یہ ٹکیں لگاؤں میں

سر پہ مرے ٹھہرتی نہیں ہلکی اوڑھنی ::

قصیدہ نوری شہزادے کی شان میں اور میاں شاہ دریا صاحب کی تعریف میں

فلک کے ہاتھ سے آیا یہ ناک میں ہی دم
یہ بیر باندھا ہی اب مجھ سے اس کمینے نے
میں اپنی جان سے یہ اب تو تنگ آئی ہوں
یہ بات اٹھاتا نہیں مجھ سے میں نے قدر ہی کی
زباں تو ایک ہی کس کس کا میں کروں شکوہ
دوا کبھی مجھے چھتل بنی دکھاتی ہی
اوڑاتی ہی کہیں مغلانی مغز کے کیڑے
ہر ایک جوڑتی ہی مجھ پہ تہمتیں لاکھوں
غضب یہ ہی کہ مری پھکر کنوتی ہیں
غرض کہ گھر میں مرے مچ رہا ہی وہ کہرام
نکالوں تیرے سوا کس کے آگے جی کا بخار
سنواروں تجھ میں مہک منگا کے کر لالا
بچھاؤں سوزنی اک اجلی اور اچھوتی لا
کہ کھا کے سو رہوں کچھ جی میں ہی علی کی قسم
کہ ہو سکے ہی بیاں وہ نہ ہو سکے ہی رقم
اذیتیں مجھے لاکھوں ہیں اس سے بالکل بدم
ہی ایسا ڈھیٹ کہ ہوتا ہی خوش یہ کر کے ستم
اِدھر تو ساس کا دکھ اور اُدھر ہی نند کا غم
کبھی جٹھانی مجھے کہتی ہی کیوں ہی آنکھ میں نم
اصیلیں شور کہیں کر رہی ہیں ملکے بہم
کہے ہی مجھ کو ہر ایک ہی اسے کسی کا غم
بہم یہ ملکے کیا کرتیاں ہیں مجھ پہ ستم
کہ جس کے لکھنے سے ہوتی ہی شق زبانِ قلم
مرا ہی چھٹ ترے ہمراز نہ کوئی محرم
بساؤں عطر میں پوشاک سرخ کو اسدم
اور اُس پہ رکھوں میں اک نیمچہ کو کرکے علم

منگاؤں پھولوں کا گہنا الاچیاں اور لونگ
بلاؤں سر پہ ترے آج شاہِ دریا کو
پھر اس جی کی نکالوں میں کہہ کے سب دُکھڑا
تسلی ہوتی نہیں میری مدحِ غائب سے
لکھوں میں وصف میں اُن کی وہ مطلعِ ثانی
یقیں ہے بندی کو جس گھر میں جائے تیرا قدم
تری وہ ذات ہے داری کہ تجھ کو جو دھیائے
زناخی جس کی خفا ہو وہ اس سے مل جائے
جن اور بھوت ترا نام سُن کے یوں بھاگیں
اُٹھائیں تخت ہوا دار لوتے پریاں
تو منہ کی پیک کا دے لکھ کے ایک جو تعویذ
گلے میں نکلے جو گلٹی کسی کے آپ سے دور
تو بھر کے حقہ میں لوگوں کو پیوے جس دکھ پر
اوگال اِن کا کھا جائے تیرا جو بی بی
وہ کیوں نہ کوکھ سے اُدرانگ سے رہے ٹھنڈی
سلے : بحر جہاں میں پھر اُس کا تھل بیڑا
بہرا دے نیچے تو اٹھ کے جبکہ بیٹھک میں
تو ساتوں پریوں کا ہیگا وہ لاڈلا بھائی
بڑے جو بھائی ہیں تیرے میاں سکندر شاہ

منگاؤں گڑ گڑی گوری بھی اور ایک چلم
کہ دور ہووے مرے دل کا سب رنج و الم
جواب پاؤں میں اُن سے سُنا کے دل کا غم
پڑھوں حضور میں کچھ شعر اُن کے کر کے رقم
کہ جس پہ نورِ جہاں آفریں کرے ہر دم
لگے بہشت نہ اس گھر کو اور نہ باغِ ارم
جو بانجھ ہووے تو لڑکے وہ دو جنے توام
دوگانا جس کی ہو آزردہ بھول جائے وہ غم
شعاع سہر سے اڑ جائے جس طرح شبنم
چلے جلو میں ترے جن دیو رہو خرم
تو پاؤں چھوٹا ہو جس کا دہن پہ جائے وہ تھم
تو ہووے راکھ سے تیری چلم کی وہ مرہم
تو ہوئے دور وہ کیسا ہی درد ہو محکم
تو ہووے دردِ کمر اس کو اور نہ دردِ شکم
رہے مثالِ کمان جو کہ تیرے آگے خم
جو رہی تری بیٹھک سے ہو رہی بیغم
تو غش کرے ترے ہاتوں پہ زالِ کار ستم
کہ تیری لیتے ہیں جھٹ پٹ بلائیں وہ پیہم
تو اُن کی آنکھ کی عیناک ہے تو خدا کی قسم

جہان میں جتنے ہیں ہر اک کا اک وسایہ ہی
کسی کو جی سے ہی اخلاص شیخ سدو سے
کوئی گواتی ہی سیلی بالا کی چھلیب ناار
کہیں طبق کوئی پریوں ہی کے اُٹھاتی ہی
صد رجہاں سے لگایا کسی نے ہی لگاؤ
مجھے تو کام نہیں ہی کسی سے صدقے گئی
غرض نھنے میاں سے زین خاں سے کام
مجھی جو ہی تو ہی تیری ہی ذات سے مطلب
میں تیرے صدقے گئی میرے نوری شہزادے
کہ ہووے تیری طرف سے سب کی لاؤ تہند
تری جناب میں لونڈی کی اب یہی ہی عرض
جو مدعی ہیں مرے سو وہ ہوئیں ملیا میٹ
مری طرف سے کپٹ جس کو ہی الہی کرے
جو باتیں میری لگاوے بجھاوے ہا جی سے

ہر ایک وضع پر اپنی ہر اک سے ہی خرم
کہے ہی آپ کو نے میاں کی کوئی حرم
وہ چہل تن ہی کا بھرتی ہیں رات اور دن دم
کہے ہی شاہ برہنے کوئی دل کا غم
کوئی کہے ہی کہ ہی زین خاں کا مجھ پر کرم
کہوں زیادہ کسے میں بتاؤں کس کو کم
بہ شیخ سدو کا بھاتا ہی کچھ مجھے عالم
نصیب ہووے بالا اترا مجھے جم جم
طفیل شاہ سکندر کے کر کچھ ایسا کرم
کرے نہ جور کوئی دوست مجھ پہ نہ ہمدم
کہ جتنے جی تیری الفت نہ ہووے جی سے کم
ہمیشہ گھر میں رہے اُن کے اک نیا ماتم
جو شہد وہ پیے تو ہو وہ اس کے حق میں سم
نہ رہنے پائے وہ ہستی میں لے وہ راہ عدم

اور اپنا دوست جو رنگیں ہی تیرے صدقے سے
جو اس نے پی سے پاا ر بے وہ پھل ہر دم

مثنوی در بیان سیر باغ اور اظہار احوال دو عورتوں کا روبرو باجی کے

باغ میں کل گئی تھی میں ر ا جی ؛
یعنی اک سمت کو وہاں کمبخت
ایک کے اوپر ایک ملتی ہی ؛
کبھی یہ منہ کو اُس کے چومتی تھی
کبھی یہ اُس کے گدگدی کرتی ؛
گر بلائیں یہ اُس کی لیتی تھی ؛
روز ... ارتی وہ
نخرے کیا کیا کریں تھیں نخرے میں
یہ جو ملنے میں اُس سے شرماتی
ہو کے جب گرم اُچھلنے لگتی وہ
لب سے لب کو ذرا رگڑ جاتی
نوبت کر کے بھینچ لے مجھ کو
تو تو ی مجھ سے دونی سٹنڈی

نظر آیا وہاں تماشا جی ؛
ایک دو رنڈیاں ہیں زیر درخت
ایک یوں دوسری سے ملتی ہے
گاہ وہ چھاتی اُس کی تومتی تھی ؛
گاہ وہ گال گال پر دھرتی ؛
گاہ بوسہ وہ اُس کو دیتی تھی
اوہی میں مرگئی پکارتی وہ ؛
نخرے آئے تھے اُن کے نخرے میں
وہ اُسے چھیڑ چھیڑ گرماتی ؛
اس کے ملنے سے اکنے لگتی وہ
پیاسی مرتی ہوں دے ذرا پانی
جو میں سرکوں تو کھینچ لے مجھ کو
کیا ہوا کیوں تو ہوگئی ٹھنڈی

جو دوگانا مجھاوے چل میری
تو تو لونڈی میں ہو رہوں تیری

ورنہ تو ہو تلے میں ہوں اوپر
میرے ملنے کو کر تو مد نظر

سن کے یہ بات جی میں خوش ہو کر
وہ ہوئی نیچے یہ ہوئی اوپر

جبکہ وہ دونوں آپیاں رس میں
تب تو کہنے لگیں وہ آپس میں

پاس جس کے اجی مبہو رہا ہے
بس اسی کا تو کھیل ہو رہا ہے

مچ مچا کر مزے میں خوب سمٹ
وہ لگی کہنے یوں گلے سے لپٹ

آہ مرتی ہوں اے دوگانا جان
او ہی ستا ذرا خدا کو مان

پانی آنے لگا ہے رہ تو سہی
تو بھی کچھ اپنے دل کی کہہ تو سہی

کہا اس نے جو حال تیرا ہے
وہی احوال آہ میرا ہے

ان کی باتوں کو میں جو سنتی تھی
لب کو ہرگز نہ کھول سکتی تھی

ق

شرم سے کچھ نہ بول سکتی تھی
سن کے بس جی ہی جی میں پکتی تھی

تھا جو کوکا کو ایک شخص سے ربط
بات یہ ہو سکی نہ مجھ سے ضبط

میں نے اس سے کہا ادھر آنا
ہے تماشے کی بات سن جانا

جب نجتا وہ میرے پاس آیا
میں نے ان کو دکھا کے اس سے کہا

جی کی جی میں رہے یہ ہوں غمگیں
یہ مناسب نہیں ہے اے رنگین

ان کی تجھ بن بجھے گی کب آتش
ان میں دبکے ہے روز و شب آتش

سن کے یہ وہ غرض گیا ان پاس
تھم ہی گئے بس ان کے حواس

مدعا یہ کہ اس نے شرما کر
دونوں اٹھ بیٹھیاں وہ گھبرا کر

ڈھانپ کر کرتیوں سے اپنے پیٹ
اور دوپٹوں سے تن بدن کو لپیٹ

لگیں کہنے پاس آؤ نہیں ہاتھ ہرگز ہمیں لگاؤ نہیں

آکے غصّہ میں اُس نے اُن سے کہا پیش جاوے گا اب بہانا کیا

تم ۔۔۔۔ میں ہو یہ تو جانتا ہوں کب یہ کہنا تمہارا مانتا ہوں

جو کیا تم نے میں نے سب دیکھا شور اور غل سے اب ہے فائدہ کیا

سُن کے یہ ایک اُن میں سے بولی تو نے بیڈھب زبان ہے کھولی

تو جو نیتا ہے ہم پہ یہ طوفان کیا خدا کو نہیں ہے دینی جان

یہ تو سچ اُس کو چاہتی ہوں میں چاہ بس اب نباہتی ہوں میں

اس کو ہرگز نہیں خیال مرا عشق نے کیا ہے حال مرا

کہ مجھے ایک دم قرار نہیں دل پر اپنے کچھ اختیار نہیں

پر بری بات سے نہیں کچھ کام خلق جس سے ہمیں کرے بدنام

کہہ کے یہ بات تیوری کو چڑھا اُس نے یہ قطعہ مرے آگے پڑھا

ق

میں نے چاہا جو اس کو اے رنگین مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا

تہمتیں جوڑتی ہو کیا کیا خلق دل لگانا بلائے جان ہوا

دوسری نے کہا سنو صاحب اب مرا ماجرا سنو صاحب

چاہتی میں بھی ہوں اسے باشد پر نہیں اُس کے دل میں میری چاہ

مانیو تم نہ ذرہ اُس کی بات شب کو یہ دن کہے ہے دن کو رات

سارے جھوٹوں میں نام ہے اس کا دن کا جھوٹ کام ہے اس کا

اور ایک مردوے پہ مرتی ہے مجھ کو بدنام مفت کرتی ہے

کہہ کے بس اتنی بات وہ مکار قطعہ پڑھنے لگی یہ رو رو زار

قطعہ

سخت بیدرد ہے یہ اے رنگین
ہیں اسے چاہوں چاہے غیر کو یہ
کر چکیں جب وہ دونوں اپنا حال
مجھ کو باتوں میں یہ اُڑاتی ہیں ؛
یعنی یہ بات مجھ کو ہوئے یقیں
ہاں مگر خالی چاہ ہے ان میں
الغرض رد میں خوب چلا کر
مجھ سے پردہ رہا نہیں اب کچھ
حاصل اس مکر سے بھلا کیا ہو
سُن کے آخر وہ ہو گئیں قائل
بس کہ تھیں وہ بھی خندہ باش
کر کے باتوں میں رہتی اُن کو لٹ
نصف شب سے غرض کہ تا بہ سحر
صبح تک دونوں ہو گئیں ڈھیلی
آ گئیں خوب اُس کے جب بس میں
کر رجی ہمسہ کو چھوڑ دو صاحب
کہا اُس نے کہ گر کرو توبہ ؛

کوئی اب اُس کا کیا علاج کرے
دوستی اس طرح کی ساج کرے
وہیں گزرا یہ جی میں اُس کے خیال
پھر چلتر مجھے دکھاتی ہیں ؛
کہ برے کام ہیں یہ دونوں نہیں
یعنی آپس میں راہ ہے ان میں ؛
اُس نے اُن سے کہا یہ جھلا کر
میں کھڑا دیکھتا تھا یاں سب کچھ
سب کچھ آنکھوں سے میں نے دیکھا ہے
اُن سے صحبت کا وہ ہوا سائل
مرد کی آپ تھی اُنھیں بھی تلاش
کیا کہوں اُن سے کس طرح سے ملاپ
کبھی یہ اُس پہ تھا کبھی اُس پہ
ایک تو نیلی دوسری پیلی ؛
پھر تو سب کہنے لگیں اوسے قسمیں
مانیں گے تم کہو گے جو صاحب
تو تمہیں چھوڑ دوں ابھی واللہ

ورنہ جب تک ہے میرے دم میں دم
ہاتھ میرے ہیں اور تمھارے قدم

یہ سن اُس کے قدم پہ گر پڑیاں
ہاتھ پھر جوڑ کر ہوئیں کھڑیاں

لگیں کہنے جو پھر یہ کام کریں
تو بس ایسی ہی ہم بلا میں پھنسیں

نامہ زناخی کا

زناخی کو بیچ حالت خفگی کے اور بیچ تعریف سراپا ہمایگر کے اس معنی پر کہ تجھ میں مجھ سے کونسی بات زیادہ ہی کہ جس پر تو اتنا اتراتی ہی

اے دلبر و دلبر یگانہ
وے فتنہ و فتنۂ زمانہ

اے مایۂ عیش و شادمانی
وے باعثِ لطف زندگانی

اے کاشفِ سرِ عشق بازی
وے کشتۂ الفت مجازی

اب تجھ سے ہی یہ سوال میرا
کیوں تجھ کو نہیں خیال میرا

سمجھے ہی تو کیوں حقیر مجھ کو
کاہے پہ ہی یہ گھمنڈ تجھ کو

سوچا میں نے بہت ہی دن رات
تجھ سے نہیں مجھ میں کم کوئی بات

گر تو ہی بہت ہی خوب صورت
تو میں بھی پری ہوں فی الحقیقت

جو بال بہت بڑے ہیں تیرے
تو نرم و سیاہ ہینگے میرے

پیشانی ہی تیری گر کشادہ
تو میری جبیں ہی لوحِ سادہ

اب تجھ سے کہوں بھووں کا عالم
کچھ وہ بھی نہیں ہیں مجھ سے اور کم

جو تیری ہیں ماہِ نو کی ثانی
تو میری ہیں تیغِ اصفہانی

ناوک جو مژہ ترے بلا ہیں
تو پلکیں یہ خنجر بلا ہیں

چشموں میں بھرا ہی گر ترے ناز
تو آنکھیں مری بھی ہیں فسوں ساز

رخسارے ہیں تیرے سیب سے پُر
تو میرے بھی گال ہیں مہ و خور

ٹھنے کی پھڑک ہی گر تجھے یاد
پھڑکانے میں ہیں بھووں کے اُستاد

بینی تیری جوں الف عیاں ہی
تو میری بھی ناک ستواں ہی

گر ہونٹھ ترے ہیں برگ گلاب
تو ٹکڑے ہیں لعل کے مرے لب

گر دانت ہیں تیرے سلکِ گوہر
تو میرے ہیں موتیوں سے بہتر

شیریں ہی زباں تری جو خود کام
تو میری زباں ہی لوزِ بادام

مسّی تری ہی اگر نمودار
تو میری دھڑی بھی ہی دھواں دار

ستھرا جو ہی تو نے پان کھایا
تو میرا لکھوٹا ہی سوایا

گر تیری ہنسی غضب ہی جاناں
تو قہر ہی میرا مسکرانا

گردن ہی تری بیاضِ ناگن
تو میری بھی ہی صراحی گردن

بازو جو ہیں گول گول تیرے
تو ڈنڈ بھرے بھرے ہیں میرے

ساعد ہیں ترے جو شاخِ سنبل
تو باہیں مری بھی ہیں رگِ گل

ہیں پنجۂ نور جو ہاتھ تیرے
تو رشکِ قمر ہیں ہاتھ میرے

گر تیری ہیں چھاتیاں بہت صاف
تو میری بھی ہیں غضب ہی شفاف

تختی تیری اگر بھلی ہی
تو سانچے میں چھب مری ڈھلی ہی

گر تیری کمر ہی مو سی پر پیچ
تو میری کمر کو جان لے ہیچ

رانیں تیری ہیں گاؤ دم جو
تو میری سریں ہیں اُن سے نیکو

گورے گورے ہیں گر ترے پاؤں
تو میرے بھی ہیں بھرے بھرے پاؤں

گر تیری کنک ہی پانوں کی خوب
تو میری بھی فندقیں ہیں محبوب

قامت ہی ترا جو سروِ آزاد
تو میرا بھی قد ہی نخلِ شمشاد

جوتا تیرا نیا ہی گر زور
تو میری بھی کفش ہی جھلا بور

رفتار تری جو خوشنما ہی
تو میرے بھی فتنہ زیر پا ہی

انگیا اگر گاچ کی ہی تیری
تو ستھری ہی بن سکھی کی میری

گرکرتی ہی تیری جالی کی ٹھیک
تو میری بھی ہی بہت ہی باریک

گر تجھ میں ہیں ناز اور ادائیں
تو میرے کرشمے ہیں بلائیں

گر کرتی ہی اوہی تو پری سے
تو بھرتی ہوں سسکی میں بھی جی سے

سینے میں اگرچہ تو ہی اوستاد
تو قطع مجھے بھی ہی بہت یاد

گر تیری جگت پری ہی جانی
تو میں ہوں سراہنی کی بانی

گر نکلے ہی تجھ پہ خلق کا دم
تو مجھ کو بھی چاہتا ہی عالم

چھوٹا سن گر ترا ہی جانی
تو میری بھی اٹھتی ہی جوانی

گر مال پہ ہی تجھے گھمنڈ آج
تو میں بھی نہیں کسی کی محتاج

ہیں بحر میں دونوں حسن کے غرق
تجھ میں مجھ میں نہیں ہی کچھ فرق

پھر تجھ میں فزوں ہی کون سی بات
جس پر اتراتی ہی تو دن رات

افسوس یہی ہی مجھ کو جانی
کچھ تو نے نہ قدر میری جانی

دنیا کا کیا نہ مجھ کو دیں کا
کھویا نہ رکھا مجھے کہیں کا

سمجھے ہی تو مجھ کو اور کا اور
ذرہ بھی نہ اپنے دل میں کی غور

یعنی یہ زنا خی بادفا ہی
مجھ پہ جی جان سے فدا ہی

مجھ بن نہیں اُس کو اور سے کام ❊ ورد اُس کا ہمیشہ ہی مرا نام

جتنی میں تھی نہ سمجھی تجھ کو ❊ کیا اُس سے سوا لکھوں گی تجھ کو

سب جانتے ہیں تیری بے وفائی ❊ جو جو کی تو نے جگ ہنسائی

احوال ترا ہی مثل بلبل ❊ دیکھا کوئی جب کہ خوشنما گل

اک بارگی ہو کے اُس پہ شیدا ❊ دو ہیں کیا عشق تازہ پیدا

اے باعث رسم بے وفائی ❊ کیا تجھ سے اُمید آشنائی

میں نے ہرچند کی بہت غور ❊ کچھ ٹھہرا نہ دل میں اس بغیر اور

رنگین کو تو چاہتی ہی جی سے
مطلب مجھ کو نہیں کسی سے

تمام شد

۶۸۶

جب سے کر سامنا ہی اُس جاد کی گلی کا
ہی ورد مجھ کو حضرت مشکل کشا علی کا

مرجھا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا
بے اختیار مجھ کو اُس پھول کی کلی کا

نرماہٹ انگلیوں کی اُن کی نہ پوچھ مجھ سے
ہی صاف واں تو عالم اِک مونگ کی پھلی کا

مجھ سے نہ اڑ زناخی تو رات کو کہیں تھی ::
ہی رنگ کوئی چھینا الیچی ملی ڈلی کا

ہاتھوں سے تیرے میں تو کمبخت عاجز آئی
جو کام ہی گوڑا تیرا سو ہلبلی کا

میں کیا کہوں دوگانا اُس گل کے ڈوپٹے :
جو حال ہو گیا ہی اُس پاؤں کی نلی کا

کیونکر قدم رسولوں جا کر بھروں نہ چوکی
کہیے جو آسرا تو ایسے مہا بلی کا

دل گدگدا رہا ہے جس شخص پر گل اس کے
جو نے بغیر گزرے کس طرح مرد و زن کی

رانوں کے نیچے گھوڑا تھا بیمرا تھلی کا
یہ چال ہے کولی کی یا کام ہے للی کا

انشا سولے اپنے اللہ کے جہاں میں
ہے کون کھونے والا اس دل کی بیکلی کا

وصف بیاں کیا کروں رات کے مہمان کا
رات جو میں نے سنا قصہ پرستان کا
تجھ سی پری بھی کوئی ہووے تو شاید کہ ہو
بس وہ گیا مرد وا اٹھو رہا غش ہوا
یہ بھی تو ہے اک پھبن دھوپ کی ہو جوں کرن
بات جو کہنی نہ تھی سو وہ دوامے کہی
ل تو مرے پاؤں کی آن کے ٹک انگلیاں

آدمی زادہ بنا جان نہی جان کا
خواب میں آیا نظر تخت سلیمان کا
ہم نے تو دیکھا نہیں آدمی اس شان کا
بھاپ لگا گدگدا جس کو تری ران کا
لیجیے لہنگا پہن بادلے کے تھان کا
موہنہ نہ دکھاوے خدا آپ سے نادان کا
پھینک دے راہل تو ہار بدن بان کا

نیری تو انشا کبھی بات نہ باور کرے
جامہ پہن کر اگر آوے تو قرآن کا

شہ کرے سلامت جم جم ہے یہ بیڑا
کیوں گیلی انگلیوں سے تو مجھ کو ہے لپیٹی

ہے جس کے دم قدم سے دنیا کا سب کھیڑا
ہو ہے تری گھری کیا مانگتی ہے بیڑا

بندی کی دشمنی میں بہت جو ہوں الہی
لگ جاوے اُن کے منہ پر از غیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنی ہنس کر کل دو پری یہ بولی
کیوں تم نے میرے انشا اللہ خاں کو چھیڑا

کروں بستار کیا اپنی دوگانہ کی رکھائی کا
نیا یہ سوہلا سننے لگا ہی تو وہ بن میری
دو ہی جانے کہ کیونکر باعث جیت ان سے بن آئی
بھلا حاصل جو دیوے خوب رستے پائی

دماغ اگر انہیں ہو تو ہم بس ہا ساری خدائی کا
ہوا دربان کا لڑکا تلمیذ و سنجھا بھائی کا
دوا کا آسرا ہی یاں بھر دما کچھ نہ دائی کا
کراں گھر گھاٹ سب معلوم ہی ان کی صفائی کا

تجھے کر طعانہ تھا انشا سے بن نے بات کرنے کل
مگر اکام ہی تیرے سوا بال تو بے حیائی کا

چوٹی پہ تری سانپ کی ہی لہر دوگانا
چتون تری بس دیکھتے ہی یا دبڑی ہی
نوج ایسے کہیں اور رہوں گھر گوج ٹھے لوگ
بن بیٹھے ہیں دولہا دلہن اس وقت جو ہم تم

کھاتی ہوں ترے واسطے میں زہر دوگانا
دلی کی تری جھل دہی نہر دوگانا
سب تار گئی ہی یہ بر اشہر دوگانا
نو لاکھ روپیے کا تو بندھے مہر دوگانا

میں تجھ سے سمجھ لوں گی بھلا کون ہی انشا
اللہ اری تو ہی بڑی قہر دوگانا

تم نے پرمیتی کہانی تو بیٹری اناّ
پپلی ٹھیکری ایک ڈھونڈ کے لادی جس سے
کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا

آپ بیتی تو کوئی بات نہ چھیڑی انا
اپنی رگڑ اکروں میں پاؤں کی ایری انا
کٹ گئی یعنی مرے پاؤں کی بیڑی انا

نہیں سنکار لیا تونے تو پھر انشانے
میرے دروازے کی کیوں چول اکھیڑی انا

تھام تھام اپنے کو رکھتی ہوں بہت سا لیکن
بینے کو ٹھٹے پہ کچھ اس ڈھب سے زفیا کہ مری
شیدی عنبر کے جو آنے کا یہ ڈر ہے کہیں

کیا کہوں تم نہیں سکتا مرا اندر والا
لے گیا جان اڈرا ایک کبوتر والا
وہ ہی قصہ نہ ہو در پیش صنوبر والا

آدمی زادہ وہ انشا لے اُن پریوں سے
اڑ گیا ہووے نگوڑا جو کوئی پر والا

آگ لینے کو جو آئیں تو کہیں آگ لگا
نہ برا مانے تو یوں نوج کوئی مٹھی بھر
میٹھے بیر اگن اگر اپنے درختوں میں تو پھر
اوڑ گئی فاختہ کیوں سرو پہ دم دیتی ہے

بی بی ہمسائی نے دی جی میں مرے آگ لگا
بیگما تیری کیاری میں نیا ساگ لگا
پھول اور پھل کی جگہ دے وہیں بیراگ لگا
اجی اس کا نہ کچھ اچھا مجھے کھٹراگ لگا

شوق سے سونگھے انشاؔ ری بو بالوں کی
دے چنچل جو رے کے ہونٹوں میں تو اک آگ لگا

ہائے پھلیل آنسو کے بہ نکلے نہ کیونکر آنکھ سے تری
جھونک گیا خاک آنکھوں سب کے اگ گولا جا آیا

چوٹی تلے کا یہ تل میری آنکھ کے تل میں بیٹھ گیا
بند توڑا کر پردے اڑا کر اس محمل میں بیٹھ گیا

ہے یہ نہ بختی کونسی منزل انشاؔ اس کا نام
ڈر سا دل کے میرے اندر اس منزل میں بیٹھ گیا

اپنا جو جتا آ ہو ہیں زور نگوڑا
سوتی تھی مزے میں کر گئی نیند اچٹ آ
میں چیخ پڑوں کیوں جو لے چٹکی میں اپنے

صدقے اسے کر ڈالیے در گور نگوڑا
کیا جانیے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا
ٹلے مسل انگلی کی مری پور نگوڑا

ہمسائی میں کونجل ہوئی کل رات کو انشاؔ
گھس اس کے زنانے میں گیا چور نگوڑا

تری مہر گریڑی تو اری سر تھام اپنا
کمبخت ہے وہ کام دوگانہ بہت برا
لو شمع کی کلتی ہے ان آنسوؤں کے ساتھ

یہی ہے اچھی اس پر تو کھا لے نام اپنا
صدقے گئی تھی ہے یہ زمانہ بہت برا
پانی میں ہے یہ آگ لگانا بہت برا

کیوں آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہی مجھ کو تو
دل سوز ہی دو امری پر اُس کا ہر گھڑی

ہیگا کسی کے جی کا ستانا بہت بُرا
لگتا ہی اُنگلیوں کا نچانا بہت بُرا

بھر آئی میری آنکھ تو انشا نے یوں کہا
لگتا ہی مجھ کو آنسو بہانا بہت برا

بیگما ہیں جو بُری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
تو تو او کُٹی نہیں جاوے گی مرے عیبوں میں
اپنی بجلی کی سی تو چھب کی خبر لے باجی
کچھ ترا باغ تو لوٹا نہیں ہی میں اپنی

پہنے پوشاک زری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
اری میں عیب بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
گرم ہیں گو کہ ذری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
گود پھولوں سے بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

مُئے دھانوں کی سی کھیتی کی طرح سے انشا
ڈہ ٹہی او ہری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

رنگ ہی آنکھ کی پتلی ہیں اُسی کا جھلکا
مشک کی طرح سے گال اپنے پھلاتا کیوں ہے
یک ہی ہی یہ جو چھچھڑی ہی سبھوں میں جس سے

چھوڑ دنیا میں دیا جن نے یہ پتا کل کا
ارے او سفہ کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا
اُس کی اب تک نہ گلی دال نہ چانول لٹس کا

ہاتھ آیا سو ہتیلی سے ملنا
چھلے اور بھاڑ میں جاوے یہ نگوڑا چسکا

چبھتی ہے تو گوری مجھے بچاری انگیا / کونی سادی سی مرے واسطے لا ری انگیا

گوکہ ولر نت ڈاک سناتے کیا چیز / اس سے ہو جاتی ہے کم بخت گنواری انگیا

گنبد اک بیر نے جو بھینکی تو جھنک کر ان نے / کچھ محبت ڈول سے کل اپنی سنواری انگیا

بی بی مغلانی جو سی لائیں تھیں آئی نہ پسند / بیگما جی نے وہ سراں لے سو ماری انگیا

جس میں ہو پاس ہو تیری وہ نشانی دے ڈال / چھا ایں کیا کروں گی لے ترے واری انگیا

اوڑھنی مجھ سے جو بدلی تو اجی باجی جان / وہ بھی ایک دیکھے جو ہو بھاری سے بھاری انگیا

تھی عجب کوئی سگھڑ جس نے یہ کاڑھی بوٹے / وا چھڑی بن گئی اک پھولوں کی کیاری انگیا

نوج پہنے کوئی شبنم کی کٹوری صاحب / ملے یوں ڈوبے دن کو سدھاری انگیا

اشرفی تم نے جو دھر لی تو ابی یہ ٹھہری / ازا اور آن کی گویا کہ پٹاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہیں چھوہ گیا تو بولیں
تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا:

توقیامت ہے سری ہے حد برا تیرا گلا / خوش نہیں آتا ہمیں بی فاختہ یہ جو چلا

روپ آتو کا پکڑ بیٹھے کوئی کالی بلا / تب تو بی ستی پڑھیں کالو بلا کالو بلا

کیوں پڑا تھلکے جی میرے کلیجے میں بھلا / ہے تمہارا روپ ایسا جیسے سونے کا ڈلا

سیل کے کونڈے اسی کے آج ہیں کیا ابے ددا / ہے چھوٹا سا بطخ کا تیری گودی کا پلا

جان صدقے اُس پری پر یوں کہا حسن نے مجھ / آپ بیتی کہہ کہانی کچھ کسی کی مت چلا

دل میں اک انشا کے رکھتی ہے پرے کو ہٹ گئیں
واچھڑی معقول یہ کیا تھا بھلا صاحب بھلا

ردیف ب

تم نے جو میرا اوڑھا دوپٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب
لگتا ہے اس میں دونوں کو بٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ایسی نہ چالیں چل تو ہے ہی چاؤ بھری جو لوگ کہیں
آپس میں ہے ان کے سٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

روکھی بھکی کرڈی کیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم
چاہیے ہو جی میٹھا کھٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ہا تھا پائی خوب نہیں کچھ جانے دو ایسی باتوں کو
لگ گیا میرے منہ کو نہٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

خط پڑھنے کو ڈیوڑھی کے اوپر چاہیے کوئی بوڑھا سا
انشا تو ہی ہٹا کٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ردیف پ

لہریں چوٹی کے تیرے ڈر کے ارے کانپ کانپ
چونک چونک اٹھتی ہوں ہیں راتوں کو کہکر سانپ سانپ

ہوچ تم کوٹھے پر آئیں اے بڑی دالی اتو
لوگ سب سوتے ہوئے تم نے جگائے ہانپ ہانپ

کوئی اونگل خیر سے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
قد بڑھایا بیگما نے میرے قد سے ناپ ناپ

تو جو کہتی ہے کہ تجھ کو بھانپتا ہے اک جہاں
کیا ڈرانی مجھ کو لگتی ہے یہ تیری بھانپ بھانپ

ہے بڑا جگرا ترا انشا ارے تم غضب ہے
کب تلک میں تیرے کرتوتوں کو رکھوں ڈھانپ ڈھانپ

ردیف ٹ

کوٹھے پہ سیڑھیوں میں یا کہ سنڈیروں کی اوجھل
سر الٹ سے بھروسا نہیں ہے اکس وقت

صحن میں ڈھوتے میں یا اور کہیں موٹھ سے پھوٹ
کس جگہ کب وہ کدھر ایں کہ وہیں منھ سے پھوٹ

لوگوں کے چرچے کا ہونا جو تجھے ڈر انشا
تیری کیوں آنکھیں بھلا پھوٹ بہیں منہ سے پھوٹ

بس بلائیں مری نہ لے چٹ چٹ
سیج پر تو ہی جو نہ ہو تو یہاں
مجھے ٹوکے جو رات کو اُس کا
دم دلاسا عبث نہ دے انا

اے دوگانہ تو ایک ہی نٹ کھٹ
چین مجھ کو نہیں کسی کروٹ
سینہ پو کی طرح سے جاوے پھٹ
چل چخی دور ہو پرے بھی ہٹ

چوٹ اِک دل کو لگ گئی انشا
جب سُنی اس کے پاؤں کی آہٹ

ردیف ت

مردوں سے پیچ تو مت جس ہی پری کمبخت
ہٹ او جڑ گئی سی پڑ اور غش نہ کھا کھا گر
چاہ کیا پڑی دانی صورت اُس کی کیسی ہی

اب بھی آ تو جانے دے در گزر گرا ہی کمبخت
بیکلی نہ کر آخر چین لے ذری کمبخت
میں نہیں سمجھتی یہ تیری زرگری کمبخت

ہاتھ میں سدا اپنے رکھیو دل کو انشا کو
بات مان اسی میں ہو تیری بہتری کمبخت

بھلے کچھ شرم بھی ہے مٹھ برے او کمبخت ۔۔ تاڑ جاویں گے برے لوگ ارے او کمبخت

ردیف ث

سانس ٹھنڈی ٹھنڈی کیا راتوں کو بھرتی ہو عبث ۔۔ اٹکی کس سے ہو اجی ہم سے مکرتی ہو عبث

میری دوگانا اور ہیں یونہیں ہیں جیسے ریختہ ۔۔ دونوں کی جانیں ایک ہیں طعنے جو کرتی ہو عبث

کوٹھے پہ پیاری مت پھر و کلنٹے بھری بیٹھی ہیں ۔۔ خطرنے لگے ہے کیوں بھلا چڑھتی اترتی ہو عبث

چاہے دو جو آپ کو کیوں کر پھر اس کو چاہیے ۔۔ ایسے پہ مرتی ہو عبث جی سے گزرتی ہو عبث

انشا سے منتی کیوں نہیں غش ہو بھلا تو دیر کیا
جی ہی پہ کھیلی ہو تو پھر لوگوں سے ڈرتی ہو عبث

سارے بھتوں سے برے ہے یہ مواخوجا خبیث
مجھ کو گھورا ہی کرے ہے یہ مواخوجا خبیث
رات بھر کھانسا کرے ہے نیند آتی ہی نہیں
موت کے اب دن بھرے ہے یہ مواخوجا خبیث
بوٹ کی جو ڈالیاں آئیں تھیں باہر باغ سے
سوگرھا بن کر چرے ہے یہ مواخوجا خبیث
تو نئی کیا بوڑتا ہے اس کو مجھ تک کھینچ لا
دیکھیو کوکا ارے ہے یہ مواخوجا خبیث

بگما انشا سے پچیسی نہ کھیلو بس کرو
رشک کے مارے مرے ہے یہ موا خوجا خبیث

ردیف ج

کوئی چاہت میں کسی شخص کی بدنام ہو نوج
ای ددا جان وہ کمبخت برا کام ہو نوج

مردوا مجھ سے کہے ہے چلو آرام کریں
جس کو آرام وہ سمجھے ہے وہ آرام ہو نوج

آگیا تیری رضائی میں پسینا مجکو
گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دن دہاڑے ہی یہ ہے جی تو نپٹ اے انشا
کلموہی کالی بلا ہائے وہ پھر شام ہو نوج

صدقے اپنے نہ اس کے کوئی قربان ہو نوج
ایسے لوگوں کا کسی شخص کو ارمان ہو نوج

یوں اشارہ سے کہا مجھ سے خلے کیوں جی
جان او ربوجھ کے ایسی کوئی انجان ہو نوج

پڑھوں لاحول نہ کیوں ہے تجھے شیطان لگا
لاگو ایسے کے کوئی اے موئی شیطان ہو نوج

باجی کہتی ہیں کہ ایک مردوے پر غش ہے تو
مفت ایسا بھی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

مل کے انشا سے پشیمان ہوئی ہیں تو بہت
دل لگا کر کوئی ایسے سے پشیمان ہو نوج

ردیف چ

بگما چاہ کے درباکے بڑے پاٹ کو سوچ
نہ دھڑک پاؤں نہ دھر پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ

بہے جاتے ہیں پہاڑ اس میں کہاں تھل بیڑا
دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ

اے دوایاں سے چلی جا تو دبے پاؤں ابھی
دیکھ کمبخت کھٹولی کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ

ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو او نہیں تو بولیں
میرے کپڑوں کی طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سوچ

موتیوں میں اُنھیں آنکھوں کی ترازو پہ تول
ارے انشاؔ نہ تو بنیوں کی طرح باٹ کو سوچ

ردیف ح

کیا کسی باغ میں ہے آج پڑی سوتی صبح
کالے بادل نہ گھر آتے تو ایسے اے لوگو

کیوں مرے سامنے کمبخت نہیں ہوتی صبح
آبرو آج مری مفت میں کیوں کھوتی صبح

ہیں جو بھرے ہوئے سبزے پہ تو لیا بھر کو نہ
لائی تھی تیری پہاور کے لیے موتی صبح

بالیاں گل کی جو دھوئیں تو بلا سے باجی
کاش دھبے کو مرے دل کے بھی کچھ دھوتی صبح

ہر کسی شخص کی امید کی کھیتی ہو ہری
بیج ایسا کوئی ان میں کیوں بوتی صبح

میری آتو جی یہ بوڑھی ہے کراں کی گویا
رات پالی ہوئی جبشن ہے یہ اور پوتی صبح

اوس پھولوں پہ پڑے تو نہ سمجھیو انشا
یہ کسی کے لیے ہے آنسوؤں سے روتی صبح

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہی دلی کی طرح
کہ پڑے پھرتے چلے پاؤں کی بلی کی طرح

ردیف خ

لکھکھاتا ہے مرے آگے جو ہو کر گستاخ
کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ

کان کی لو میں گھسے ننھی سی بالی کیونکر
جس کا ہو سوئی کے ناکے سے بھی ننھا سوراخ

اری ہنس مکھ تو سے پھول کلی کو کے پکار
کھلی پڑتی ہے یہ کرتی ہوئی لوگوں سے مذاخ

کرتی ہے تنگ مجھے گھورے ہے کیوں اے انشا
کیوں ری نوڈی اری نرگس اری او دیدہ فراخ

بلا ہیں میں نے جو لیں ان کی کل چٹاخ پٹاخ
تو کس مزے سے کہا بیگمانے چل گستاخ

شب برات جو آئی تو دیکھیو **انشا**
کہ مچ رہی ہی پٹاخوں کی کیا چٹاخ پٹاخ

میں ترے صدقے گئی اے میری پیاری مت چیخ
مت جگا نیند بھرے لوگوں کو واری مت چیخ
لگتی ہی چوٹ تو لگنے دے مسوس اور ذری
ایک دم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ
اپنا چونڈا نہ ہلا دم نہ پھلا اے بلبل
کہہ دیا میں نے نہیں تجھ کو کہاں ری مت چیخ
کیوں مرا مغز پھراتی ہی اری مینا چپ
اڑ گئی دور بھی ہو جیسے گنواری مت چیخ

چیخ چنگھاڑ مچاتی ہوئی **انشا** سے مل
بنو اب منتیں کر کے تری واری مت چیخ

میں نے جو حوض میں ایک موم کی چھوڑی بطخ
تو گئی دھوم مچانے بگوڑی بطخ

ردیف و

جاڑا لگے ہی کھینچ لے مجھ کو لحاف میں
پاجامہ بخ ہی برف ہی اولا ازاربند

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا پہ رات کو
وہ گتھّہ دار آپ نے تولا ازاربند

تیرے ازاربند کی کیا بات ہی پری
ہی سب ازاربندوں میں چھیلا ازاربند

بجلی سی ایک کوندگئی اپنی آنکھ میں
کالی گھٹا میں تیرا یہ پھیلا ازاربند

کیا بھر گیا ہی آج کہ جس کے سبب ترا
ہی سخت جیسے لکڑی کا چیلا ازاربند

انشا کو اور اپنی نشانی نہ دیجیے
دیجے تو اپنا میلا کچیلا ازاربند

ہی تو سہی اجی یہ نکیلا ازاربند
لیکن کسی کا نوج ہو ڈھیلا ازابند

ہیں ظالم اسے دوگانا ترے ڈھیلے پائنچے
نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازاربند

ہی زہر اس میں تو وہ ہی سانپ سے بھی قہر
نیفہ میں تیرے ہی جو سجیلا ازاربند

انشا کو اور اپنی نشانی نہ دے اری
سٹے نکال دے نہیں لاز اربند

ردیف ڈ

اے دوگانہ مجھ سے کشتی کھیلنے کا ہے گھمنڈ
جو پری مستری لگا دے اُس کے باندھی ہاتھ پاؤں
اے بڑی دائی گی گرمی ہوئی باتیں یہ چھیڑ
آپ کی گائن کی کیا تعریف کیجے واہ واہ

تو کیا گر آج سے میری طرح اکیس ڈنڈ
لوٹتی کیا کیا مزے ہے یہ موئی شُتنی ارنڈ
نوچتی کیوں ہے بھلا اس دل کے زخموں کے کھرنڈ
کوئی دھوبی گھاٹ پر جس دوگانا ہو وے کھنڈ

پھر رہے ہیں اپنی ان آنکھوں میں انشا رات دن
دھوئے دھوئے نور تن اور گورے گورے ان کے ڈنڈ

چیلی ایک جوگی کی دیکھی ہم نے ایسی لُنڈ منڈ
لوٹ جاویں دیکھ جن کو سیکڑوں پریوں کے جھنڈ
تم تو کیا ہو بیگما ڈنڈوت کرتے ہیں یہاں
سب مہاراجوں کے راجہ جی بڑے ہیں جو مسنڈ
ایک محلی پرخفا ہو کر دوگانا نے کہا
کیا کرے تجھ کو بھلا کوئی اری اے سوکھے ڈرڈ

سینکڑوں آنکھیں کنھیا بن کے غوطہ کھا گئیں
کیونکر انشا ناف کو تیرے نہ سمجھے برمہ کنڈ

ردیف ڈ

اجی کس ڈول سے بن جائے ہی گھوڑا کاغذ
ہم بھی دوڑانے لگیں لاؤ نہ تھوڑا کاغذ
ادہ موا تونے تو کر ڈالا بہت سا نوچا
پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سے چھوڑا کاغذ
اُس سے کہہ دو کہ نہ بھیجا کرے لکھ لکھ کے ہمیں
مجھے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

جھیڑ تو دیکھ پٹاخے کی طرح انشا نے
یوں دکھا کر مجھے پٹ دینے سے پھوڑا کاغذ

ردیف ر

جا کے کیلوں میں چھپے سب کیلے ہو کر
تاڑ لے کوئی تو تن جا یو کیلے ہو کر

یوں سے ووں جا کے دو اڑھ کے ادھر سے چکے
اُنھیں حمام میں لے جاوہ طویلے ہو کر

کیا پڑی پھرتی ہو اُس کی ہر طرف رف رف نظر
تب مستی کے دوگانا جان بھی پس پس گئیں
ان کے ہاتوں سے دولہنڈی اپنے دل میں ہو گئی
ہیں پری سے ایک جب گی جی بڑے صاحب کمال

ہو پری براق سا چہرہ کسی کی حف نظر
آ گیا جو گرمی کے موتھ پر اُنگو کلف نظر
جن کے ہاتھوں میں وہ آتا ہو سنہرا دف نظر
دور سے آتا نظر ہو جن کا وہ مندف نظر

وہ جھمکڑا اور ادائیں دیکھ اس ٹھکیل کے
مجھ کو انشا آ گئی پریوں کی صف کی صف نظر

ردیف ڑ

خانمی جاہ ہو وہ جھاڑ پہاڑ
جو مجھے ٹوکے سوالی کرے
تیرے کوٹھے پہ رات مار کمند
ٹوٹ جاوے کہیں یہ تیری چول
کس لیے اپنے ساتھ لاتے ہیں ؛
کیا کروں جانتی ہوں چاہت میں

سینکڑوں گھر کیے ہیں جن نے اوجاڑ
ہوتے سونے کو پنے کھاوے پچھاڑ
چھپ رہے تھے ہم اک منڈیر کی آڑ
ارے او بے سرے نگوڑے کو اڑ
آپ ان لونڈیوں کی دھاڑ کے دھاڑ
لاکھ طرحوں کی ہو اکھاڑ پچھاڑ

ق

جب تلک ہو سکے دوگانا جان
کیجے اپنے طرف سے دوڑ دہاڑ

آگے پھر یا نصیب یا قسمت
جو بدا ہو سو نو ر یا کر بگاڑ

لے چل انشا مجھے کھجور تلے
یہ تو ہی مرد نام اس کا تاڑ

ردیف ز

دن میں سو بار بچھانے بیٹھے گر جائے نماز
اپنے کرتوتوں سے پر ہم کوئی آتے ہیں باز

بیگما نے جو کیا جھک کے سلام آتو کو
آنا بنلانے سنائی اُسے یوں ہی آواز

بوتوں پھلانا تجھے اور دودھوں ہو نہانا نصیب
بیاہ ہو سونے کے سہرے سے تری عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
گھسڈ کیئیں بجنے سے انشا کے تمہاری بی فاز

کوئی کمبخت ہمارا نہیں ایسا دل سوز
کہ ملا دیوے کسی ساتھ ہمیں آج کے روز

گورے دولہہ کے لگی ہاتھ دلہن جو گوری
نقری گھوڑے کے نصیبوں سے ملی گھوڑی لوز

میری طوطی کو پڑھایا کرو آتو جی تم
خوب بولے گی ابھی ہے یہ ابھی نو آموز

ٹھہرے گی خوب سی سرادر پچک کی لڑکو
آویں لگے اڑے لڑانے کو کل آغا نوروز

بھیج دی اُن نے انگوٹھی مجھے فیروزے کی
اس کے یہ معنی کہ ہیں ٹوہ میں خواجہ فیروز

گل چمن بیچ جو چمک ساتھ پڑی پھرتی ہے
شاباد اُس کا کوئی یار ہوا ہے زردوز

جوں ہی کھینچا نہیں انشا نے تو بس گر ہی پڑیا
اجی لاحول و لا تم سے کڑی یہ نابوز

ردیف س

باجی کی باس ہیں جو رچی اک چھنے کی باس
تو ٹھیک ٹھاک ہو گئی دلہن پنے کی باس

ہیں یاں دھرے جو پھول پھولوں کے ان کو چوس
صدقے گئی تھی ہے یہ ترے سونگھنے کی باس

ٹُنا گوڑا کہنا بھی کچھ لفظ ہے بھلا
ہم تو ہی لیں گے اجی بٹنے کی باس

چاہت کی آگ سے یہ بھنا دل کہ اے دوا
گودی میں اپنے بھر گئی بھونے چنے کی باس

اُس بدمنی پہ آنکھوں کی بھونروں کی باس آئی
ہو گی کسی پری کی اس ططنے کی باس

پھولوں کی بو بھی چھوٹی اب انشا جو تو منا
اُن ہیں سمار ہی تھی ترے روٹھنے کی باس

ردیف ش

گود پھولوں سے بھری میری دوگانا شاباش
تیری کھیتی ہو ہری میری دوگانا شاباش

اوٹ میں اپنی دکھا دے مجھے اُس شخص کو آج
میں ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش

میری خاطر سے جو دُکھ ہو تو بڑا ہو سہ لے
اور بھی ایک ذری میری دوگانا شاباش

پہنی انشا کے دکھانے کو جو دھانی پشواز
بن گئی سبز پری میری دوگانا شاباش

نہیں زیور کی کچھ پھبن پر غش
آئی رابیل ہو گئی میں آج
یوں ہی میں غش ہوئی دوگانا بہ
کیا ہی سنّاٹے کی ہوا آئی

میں تو ہوں تیرے سادہ پن پہ غش
گورے گورے ترے بدن پر غش
راجہ نل جیسے تھا دمن پر غش
ہو گئی جان اُس کے سن پر غش

اغ کی سیر میں ہوا انشا
تیرے پیجامے کے چمن پہ غش

ردیف ص

باجی تم چاہتی ہو بندی سے جیسا اخلاص
نہ تولے مجھے دو ماس سے اوڑھنی ہو جاؤ
اور بری دل سے نہ ملو اُن سے جو رکھیں نفرت
پاس کچھ ہووے نو جاہت بھی بڑے کچھ معلوم

اجی دو کواریوں میں نوج ہو ایسا اخلاص
کس کو کہتے ہیں محبت اجی کیسا اخلاص
جیسے منہ ویسے تھپیڑ ایسے کو ویسا اخلاص
سچ کہ آدمی ہی مٹا دینے کو ہیبا اخلاص

ہیں یہ دولہا دولہن اخلاص و محبت انشا
جیسے جل بخت یہ کمبخت وہ نیسا اخلاص

ردیف ض

کام کسی پھول سے یان کلی سے غرض
چڑیلک کے پیندے چھوڑ دے وہی دا آنکھی
اوروں کے سر جا چڑھو مجھ سے نہ بولو دا
خوش نہیں آتا یہاں یان الاجی سنو

ہے مجھے اے بیگما تیری گلی سے غرض
صدقہ گئی ہے یہی بندہ علی سے غرض
رکھو نہ اُجڑی ہوئی بختوں جلی سے غرض
رکھتے ہیں ہم تو ترے منہ کی ڈلی سے غرض

آئی ہوں انشا فقط میں تو یہاں سیر کو
پھل سے نہ مطلب مجھے کچھ نہ پھلی سے غرض

ردیف ط

مت دیا کرنت نئے ہر روز یونہیں دم غلط
چار دن کی چاندنی ہی پھر اندھیرا پاک ہی

آئے وہ جم جم سے پوچھے مجھ سے مت ہیہودہ
دیکھو لوگو درازبان ایسے وہم کے

چال وہ چل بگیا ہو جس میں اپنا غم غلط
پیچ تو یہ ہی یہ سارا حسن کا عالم غلط

جانتا دل کی خدا ہی یہ سب جم جم غلط
یہ بھی ہی کیا بات جو تم سے کہیں کچھ ہم غلط

اے زصاحب دخل یہ کیا ہی کہ انشا کے سوا
بھید سے اپنے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب ننانی مرے پاس آئی تھی کل رات غلط
مجھ سے اُس سے ہوئی کس طرح ملاقات غلط

چار پائی وہ لگا پھاند کے آئی کس راہ
ایسی دیوار بڑی سے اجی یہ بات غلط

وہ نگوڑی کوئی چڑیا تھی کہ اڑ پہونچی یہاں
ہاتھ کیونکر لگے کھلی کے اوسے گات غلط

چٹکیوں میں ہی اوڑادیویں گی یہ شاگردیں
آتو جی کی کوئی یاں کٹتی ہی اوقات غلط

فکر اپنی تو کس فکر میں ہے اے انشا
ہے لگاوٹ کے سوا سارا طلسمات غلط

ردیف ظ

شرط ہی یکفا لحاظ اتنی بھی مت ہوئے لحاظ
سانس مت بھر اور دوگا ناچپ اری ہی او لحاظ

سمدھنیں آویں گی تیرے دیکھنے کو بیگما!
اُن کو تو یاں سے اُٹھا دے ہووٖیں جو نے لحاظ

ہوتے سوتوں سے کہو اپنے جنوعشں ای وچھڑی
دال فے ہو یاں بھلا کہنے ہو کس کو بے لحاظ

نین مُتنی اس قدر بن جاییے کیا فائدہ
نار سب جاوینگے بی اتنی بھی مت ہونے لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہیں ہرگز لحاظ
کچھ لحاظ اُس کو نہیں ہے وہ اب تو بے لحاظ

ردیف ع

نہیں یاں کسی آشنا کی توقع
ہمیں بس ہے اپنے خدا کی توقع

اوڑ بچھو ہو ہیں دائی جی تو کبھی کی
رہی اب تو بڑھیا ددا کی توقع

اجی بی بی سیدانی صدقے گئی تھی
مجھے ہے تمہاری دعا کی توقع

جنھیں برف و شورہ بیسر نہ ہووے
اُنھیں ہو تو پچھوا ہوا کی توقع

نہ کوٹھی پر آئے کبوتر اُڑانے
نہ صاحب یہ جھوٹوں کے سردار نکلے

گئی ٹوٹ کل بیسکما کی توقع
نہ رکھے کوئی ان بجپا کی توقع

پڑی ہی جو مشکل تو کیا ڈر ہی **انشا**
کہ رکھتی ہوں مشکل کشا کی توقع

ردیف غ

ہم نے یہ دیکھا ہی اک میلے کچیلے کا داغ
ایڑیاں رگڑے جہاں مجنوں کی لیلی کا داغ

ہی درختوں سے زیادہ اُس کی شاخوں کا داغ
بڑہ گیا یعنی اناروں سے پٹاخوں کا داغ

بیگما جی ہی یہ چوٹی دار آہوں کا دماغ
سینکڑوں ہاتھی کوئی لادے تو بھی اُلٹے سکیں
حُسن صنوبر کی کہانی اے دداجی ڈینہ با

ہاتھ جوڑے جن کے آگے بادشاہوں کا دماغ
کم نہیں بادل سے کچھ میرے گناہوں کا داغ
ان نگوڑے حبشیوں حبشنوں سپاہوں کا داغ

اُس پری کی آنکھ میں کوئی سماتا ہی نہیں
قہر ہی **انشا** دہاں تیکھی نگاہوں کا دماغ

ردیف ف

لے تو جھوٹی ہی کہانی :- اری بے انصاف
شمع کی لو تو مرے دیدوں سے نکلے ہی دیکھ
دم دلاسے ہی یہ ہے تونے برائی کے سوا
سکھ اپنی کھٹ چالیوں سے باز نہ آئی آخر

کل بھی وعدہ ہے : آئی نہ اری بے انصاف
تونے یہ جان جلائی : اری بے انصاف
کچھ : کی ہم سے بھلائی : اری بے انصاف
دم مرا ناک میں لائی : اری بے انصاف

سب سے کہدی وہ جو اتنا سے سُنی تھی تونے
نہ ہوئی اتنی سمائی : اری بے انصاف

ردیف ق

نہیں جاتی کہیں مہمان مرے دل کا شوق
تم کو کیا اس سے ددا جان مرے دل کا شوق
ہار گوٹوں کے یہ ل ڈالوں گی میں پاوں تلے
چیر پھیکوں گی یہ دولیان مرے دل کا شوق
بات چیت ایسی طرح کی مجھے آتی ہی نہیں
نہیں اس کا مجھے ارمان مرے دل کا شوق

طعنے مت دو مجھے ہاں ہاں اجی ہو جاتی ہوں
جان اور بوجھ کے انجان مرے دل کا شوق

نیتیں مت کرو انشا کی طرف سے اُس پر
میں نہیں کرنے کی احسان مرے دل کا شوق

یکما چاہ بھی پہاڑ ہے ایک
اپنی آنکھوں میں اُس پری کے بغیر
ہم سے کیا اُڑ سکے کوئی پیاری
ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا
اُس کی زنجیر بھی نہیں لگتی

اس میں ایک ٹھنڈی سانس جھاڑ ہے ایک
شہر آباد اور اُجاڑ ہے ایک
لاکھ تاڑوں میں اپنی تاڑ ہے ایک
اُس میں بن چول کا کواڑ ہے ایک
آگے پھر شرم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھ طرحوں کی ہیں سنوار انشا
اور یہ نام کو بگاڑ ہے ایک

ردیف گ

میں نے دیکھی ہے اُس کے کان میں لونگ
ہے جگائی ہوئی دوالی کی

کیوں خوش آوے نہ مجھ کو پان میں لونگ
فرا اک اُس کے پاندان میں لونگ

بس جھجک اُٹھی لے کے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران میں لونگ

چڑھ کے کوٹھے دھوپ میں تم تو اُڑاتی ہو پتنگ
اے دوگانا چاندنی میں یاں اوڑا جاتا ہے رنگ
پگھلی چاندی کی طرح سے ہے تھلکتی چاندنی ؛
آج کوٹھے پر لگا دو میرے سونے کا پلنگ
بات آٹو جی کی ہے ہرگز نہیں کچھ مانتی
سچ تو یہ ہے بیگما تو نے بُرے سیکھے ہیں ڈھنگ
کیا بھلی لگتی ہے اٹکھیلی کسی کی واہ وا ؛
اور وہ نام خدا اُٹھتی جوانی کی اُمنگ

جان صدقے اُس پری کے جن نے انشا سے کہا
اب تری ہاتھوں سے یہ بندی بہت آئی ہے تنگ

بیگما جس طرح ہوتی ہے جوانی کی امنگ
تو اُسی ڈھب سے بجھ دل کی ملنے کی اُمنگ

———※———

ردیف ل

سینے پہ میرے اپنے کھلے سر کے بال ڈال
بے ریشہ ہیں آم ارے ان کا بال ڈال

کیا چیز ہی جو دھیان میں اپنے نہیں ارے
ہوں بات بات میں بھی اگر تو ہی ڈال ڈال

جس دم چڑھائیں دائی کے سر بھول پن لوگ
اس وقت میرے ہاتھ پہ اپنا او گال ڈال

کمیوں کو دھر کے اپنی بغل اٹھ پلنگ سے
اپنا لحاف اپنے اوڑھا اپنے شال ڈال

زربفت کی قبا نہ فضیحت کرے ددا
تھوڑا سا اپنے لے کے کہیں سے پیال ڈال

یارب لگائی آگ ہو جس نے یہ بیر کی
پانی کی دیگ میں اسے لیکر ابال ڈال

ہولی میں جوگن ایسی بنی وہ کہ جس کو دیکھ
آزاد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال

میں پھنک گئی ہوں چاہ میں اک مردوے کی ان
اس میلے سر کو میرے دوگانا کھنگال ڈال

میں صدقے تیرے تو مرے نالوں کی راہ سے
جتنا بھرا ہوا ہی دھواں سب نکال ڈال

ہرگز غبار دل میں کچھ انشا سے تو نہ رکھ
سینے کی آرسی کو زناخی اوجال ڈال

ردیف م

اری بی ایک ہی عیار ہو تم
ناک چوٹی میں گرفتار ہو تم

چھیڑ کی بات سوا اور نہیں
کس سے اقرار ہوا جو ہم سے
بیٹھتے پاس نہیں جو آ کر

یعنی لڑنے ہی پہ تیار ہو تم
کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم
کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

سچ : بولے کبھو انشا سے چلو
اجی سب جھوٹوں کے سردار ہو تم

ردیف نون

ہے ان دنوں میں اُن کی جو آواز ڈوک میں
تو کھرد راہٹ اور ہی ہے نوک جھوک میں
باجی نکالے ہاتھ دوشالے سے کون اب
پانی پلادے تو ہی مجھے اپنی اوک میں
تیزی کٹیلی آنکھ میں ہے بیگم کے جو
سو دھار میں چھری کی نہ چاکو کی نوک میں
ہے مست پاس کی جو دوگانا میں اک بھنک
سو دخل کیا کہ ہو جو کسی مست بوک میں
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر
میری اصیل ہی کی رہا روک ٹوک میں

باسن کے لڑکے کھول کے پوتھی بچار تو :
مجھ سی پری بھی ہوگی کوئی اندر لوک میں

انشا کی بات چیت میں جو چھیڑ چھاڑ ہی
سو لذت النسا میں کہیں ہو نہ کوک میں

میں تو کچھ کھیلی نہیں ہوں ایسی کچی گولیاں
منہ بنائے بگیا ہی تو پڑی پھرتی ہیں آج
انتظاری نے تری کل باغ سے جو رنڈیاں
بس کہیں چکی بھی ہو ایسی کوئی تو سے کردو
کیا کسی کے در دیکھیں رنڈیاں یاں کی آج
پانچے ڈھیلے قبائیں سب نے کیں ابھی تک اٹھا کر
کچھ نہیں معلوم پوچھو کونسا میلا ہی آج

جو نہ سمجھوں گی زنانخی جاں تمہاری بولیاں
ٹھنڈی سانسیں بھرتیاں اس کی کئی ہمجولیاں
لائیاں تو پھول نرگس کے ہی بھر بھر جھولیاں
جیب میں میری بھری ہیں بولیاں اور کھولیاں
ٹھوس ہیں اوپر سے اور اندر کے دل سے بولیاں
اوڑ گئے وہ لمبے دامن اور اونچی چولیاں
جا تیاں ہیں جو کھچا کھچ ڈولیوں پر ڈولیاں

مطلب انشا کا سمجھتی ہی نہیں لے واچھڑی
بیگمیں اور خانمیں ہیں ایسی ہی تو بھولیاں

پھولوں کے ان دنوں میں جھمن سے جھڑ رہے ہیں
شاید کہ اُس پری کے دامن سے جھڑ رہے ہیں

تھیں تو پردہ والیاں مجھ کو پرے ہٹ بولتیں
اونگلیاں تھیں پر سبھوں کی دل سی چٹ چٹ بولتیں

نہ کھلی کنڈی تو کیا تھا نہ سہارا ہاتھ کا
کچھ نہ کچھ چولیں کواڑوں کی تو چٹ چٹ بولتیں

یا نہیں تم سچ کہو اے یہ بھی ہوتا پھر بھلا
بلبلیں سو تیں تمہاری کیوں نہ منہ پھٹ بولتیں

بیگماں نے لے لیا شیشہ تو ساری گائنیں
کیا صراحی بن کے ہیں اُس سے غٹاغٹ بولتیں

تاک کے سایہ میں آکر میٹھ پایا میں باغ میں
بلبلیں ہیں سن کے انشا تیری آہٹ بولتیں

کل دوگانا بن عبریاں باغ میں گھبرا گئیں
تاک پر سب اُن کی چوٹی وار آہیں آ گئیں

کیا ترے سر آ چڑھے چاروں کی چاروں الاماں
شاہ دریا۔ شیخ سدو زین خاں۔ ننھے میاں

سونتیں کمبخت وہ جو بر دوڑاتی رہیں | اُن سے آخر کیا ہوا اپنا کیا پاتی رہیں

ارے دل اُٹھیں کچھ تیری خبر نہیں
نہ کروں شکوہ شکایت سو کیوں بھلا
جو کبھی ایک گھڑی ہاں بھی ہو گئی
جو کہا میں نے کہ غش ہوں تو وہ پری

تری چاہت میں نگوڑے اثر نہیں
میری حالت پہ تجھے کچھ نظر نہیں
نو رہی، دو پہر رہی دو دو پہر نہیں
یہ لگی کہنے کہ کچھ اس کا ڈر نہیں

ابھی اُڑ جائے قاروں کی طرح
یہی افسوس ہے انشا کہ پر نہیں

کیا یہ چھڑ خانی کی باتیں آ کے ہم سے چھیڑیاں
سینکڑوں تم سے یہاں رگڑا کیے ہیں ایڑیاں
قید سے چاہت کی نکلا کھا سکے تو کچھ دہی ؛
پاؤں میں ہوں جس کے کوئی لاکھ من کی بیڑیاں

مد میں جوبن کی بھری ہیں یہ جو لونڈوں گھیریاں
لیٹیاں ہیں صحن اور کوٹھوں پہ سو چک پھیریاں
سب کی سب گھر گنجیاں ساری کی ساری ڈھیریاں
دیکھ لیں بس ہم نے رانی جی تمہاری جیبریاں

نظر آدیں ہیں اُس میں پڑھنے کے گن
جیسے کھیل میں بھی لگی ہو یہ دھن

الف دو زبر اً دو زیر اِ دو پیش اُ
سُنی تھی کسی سے جو بحر تقارب
کہ تولے ہو اپنے سبق پر یہ کہکر

سو نام خدا بیگما ہو اری سُن
اُسے کر لیا گھنگروؤں کا لفنن
فعولن فعولن فعولن فعولن

کرم آم پیسے یہ تینوں کر انشا
تصدق ہو ان پر طنبورے کے تن تن

ردیف و

بلا سے اگر آئی ہولی کہارو
کہا میں نے ہنسکر بھلا کیا کروں میں
مٹک چال چلنے پہ مت مان کیجو
کنارے لگے کیسے کیا لال ہوتے
ٹکے پیسے صدقے گئی کیا بلا ہیں

نہ مجھ سے کرو بولی ٹھولی کہارو
تو ہنسکر کے اُن نے ٹھولی کہارو
کہ حاضر ہو اپنی مجھولی کہارو
یہ کس گانوں کی ہیگی بولی کہارو
روپے دوں گی میں بھر کے جھولی کہارو

مجھے جلکے پہنچا دو انشا کے گھر تک
نہ پوچھو کہ کے پیسے ڈولی کہارو

نگوڑی چاہت کو کیوں سمیٹا عبث کے جھاڑ جھوڑ بے جھیلنے کو
دوگانا پڑ جائے ٹکی ایسی تمہاری اٹھکیل بیکھانے کو ؛

ہزار نوجوں کو جو کر رہیں کہیں گے ہم تو نہ مرد اُن کو
اری تو جگر اسرا اُن کا کر جاوں پریوں کے ریلنے کو

ڈھکیل دینے سے تیرے کو کا کچاٹ سی اُن کی کمر میں آوے
بلا سمیٹے اور آگ لگ جائے ایسے تیرے ڈھکیلنے کو ؛

پھسل پڑی جو گلاب اُن پر جو چونکی آتوں تو یوں ہی بولی
گئی تھی میں ہو کے خوب پیاسی گھڑوں سے پانی انڈیلنے کو

نصیب جاگیں گے بیگما جی تو میں بھی اک رت جگا کرونگی
ابھی تو انشا کے ساتھ میں یاں پڑے ہیں پاپڑ بیلنے کو

بات وہ اے کمبخت جو جیت چاہی ہو
پھر جو بول اُٹھونگی کچھ میں تو یہ طعنے دوگی
آیا تحفہ وہ جو بہ بڑھی ہو اُس کی انگیا
بوڑھا چونڈا نہ ملا موم کی مریم اے شمع

اجی بس جاؤ بھی کچھ تم تو بڑی واہی ہو
قہر البیانہ کرو تم ابھی بن بیاہی ہو
تب سیوں ساری کی ساری ہی جو اک لائی گو
چل ری چل صبح ہوئی اب تو کہیں راہی ہو

دیکھ لینا تو مجھے آج سے انشاء اللہ
ضد سے آتوں کے وہاں میٹھوں جہاں ہائی ہو

تم بڑی قہر ہو ای باجی جان
ٹانگ بجلی ہی اگر میرے لیے
یعنی چٹ پٹ کی اُسی سے ٹھہرے
اسے دوگانا ترے مشغولے کو

نوج تم سی کوئی چھتیسی ہو
نونے انگیا کوئی چھوٹی سی ہو
کھیلنے والی جو بچیسی ہو
چیز ایک موم کی بتی سی ہو

وہی انشا سے ملادے مجھکو
میری چاہت میں جو باجی سی ہو

جی ہی کچھ رکھتی نہیں دھڑ بن نری پولی ہی تو
اے دوا فزا دکش بڑھیا کی ہجولی ہی تو
ہی ترے منہ کا اوگال اس پیٹ کا میرے ادھا
میری خاطر کیوں منگاتی پان کی ڈھولی ہی تو
بات دنیا کی سمجھتے ہی نہیں نام خدا
دیکھو میری طرف کیا خوب بی بھولی ہی تو
سنسنا جاتا ہی جی اپنا دوگانا اُس گھڑی
گھر کے جانے کو منگاتی جس گھڑی ڈولی ہی تو

دھر کٹ انشا کی سر کہہ جی کنہیا لعل کی
بن کھڑی ہو رادھکا جو کھیلتی ہولی ہی تو

اری موتی ادھر آ تو
رہ گئی دیکھ انھیں کل
مارے کیا ہی کو دکے
کیجیے کیا ہی آنندیں
مرے دل کی بھی خبر ہی
کوئی کم بخت نہ ہو گی

کر سکھائے ہنر آ تو
پکڑ اپنا جگر آ تو
جا دے اپنے جو گھر آ تو
دیوے چھٹی اگر آ تو
تجھے اے بے خبر آ تو
کہیں تجھ سے کمر آ تو

کیا ہو گر انشا تجھے ہاں
دیکھ لے بھر نظر آ تو

ادھر آؤ نہ ستاؤ ؛
ہو جہاں خوش وہیں جاؤ

پاس اپنے نہ بلاؤ ؛
چٹکیوں میں نہ اڑاؤ

آگ دل میں نہ لگاؤ ؛
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

ردیف ہ

کوئی نہیں آس پاس خوف نہیں کچھ
ہوتی ہو کیوں بے حواس خوف نہیں کچھ

یہ نہیں فتنے کا عطر جس سے کہ ڈر ہو
کچھ یہ نہیں چوکیدار جس سے جھجک ہو
آؤ چلی میرے ساتھ سادھے ہوئے دم

آتی ہے پھولوں کی باس خوف نہیں کچھ
ٹیلہ ہے اور اس پہ گھاس خوف نہیں کچھ
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہیں کچھ

باندھیو انشا نہ دھیان آگ دھوئیں کا
پھولی ہوئی ہیں پلاس خوف نہیں کچھ

نہ کیجیو پھر نہ کی اللہ اللہ
اے لو تم نے مری کیا چھڑ نکالی
تمہاری دوست اب تو ہو گئی ہے

اجی او ستاد جی اللہ اللہ
یہ کیا ہے ہر گھڑی اللہ اللہ
نہ تھی جن سے کبھی اللہ اللہ

اجی انشا کو حق تم نے ستایا
یہی تھی منصفی اللہ اللہ

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ الٰہی توبہ
بیگماں راہ میں آج ایک پری نے مجھ کو
پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنی لیکر
کیوں نہ جی وجد کرے تکے دوگانا جی
تیری فریاد کروں کس سے زنا خی تو نے

مینہ نے وہ آنکھ دکھائی کہ الٰہی توبہ
آنکھ ایسی ہی لڑائی کہ الٰہی توبہ
دُم یہ بلبل نے پھلائی کہ الٰہی توبہ
ککری ایسی ہی گائی کہ الٰہی توبہ
یہ مری جان جلائی کہ الٰہی توبہ

خوب اب جاگ چکیں بات کو جو آئی ہے | | تم نے لی ایسی جمائی کہ الٰہی توبہ

میرے منہ سے جو کہیں نام سنا انّا کا
تو نے یہ دھوم مچائی کہ الٰہی توبہ

میں ترے صدقے نہ رکھا اے مری پیاری روزہ
بندی رکھ لے گی ترے بدلے ہزاری روزہ
نمش اور برف کے کوزوں کی ہوئی تیاری
آج کس شخص کی رکھے گی دولاری روزہ
بولی نرگس کی جو کیاری میں نہ دیکھا پانی
ہے ہماری ہی طرح تجھ کو بھی کیاری روزہ

دن دہاڑا ہے ابھی رات کو انشاءاللہ
تیرے قربان گئی ہے مجھے داری روزہ

ردیف ی

کلی دل کی بھلا کیوں چٹکیوں میں وہ مسل ڈالے
یہ دونوں پھول جیسے ہونٹھ تیرے کوئی مل ڈالے
گلوری پان کی جو کھا رہی ہے اُس سے کہتا ہوں
نہ رکھے بات کچھ جی میں بھری ہو سو اُگل ڈالے

غنیمت کا نگوڑا ہر گھڑی یہ پینا سپ میسے :

بڑا دانا جو ہو چلّی میں کیا چھوٹوں کو دل ڈالے

بڑا ئی میری مٹیں پر خدائی رات میں میں نے

بڑے ایسے بہت سارے کرہ ھائی بیچ تل ڈالے

مجھے ڈر ہو پھیرا اک جو ہونا گندا سا پھرتا

مبادا اے دداجی وہ کہیں تم کو کھندل ڈالے

غلبلہ پھر اُسے گڑیال کا کیونکر نہ ٹھہرادیں :

نگوڑی باؤلی چڑیا مزے میں جو خلل ڈالے

دوگانا دہ میں جوبن کے بھری وہ وقت آپہونچا

کہ کوئی پھول اُس کی گود میں اور کوئی پھل ڈالے

اری تو اُبلی ہی پڑتی ہو ارے جل کے اے رنڈی

خدا ایسی بھی دیدوں میں کسی کے نوج جھل ڈالے

بھلا ہوتا نہیں دنیا میں رسموں کے بدلنے سے

جو اپنی خیر چاہے سو تری نیت بدل ڈالے

گھڑی جیسی فرنگی بولتی ہو دل بھی ہی یوں ہی :

یہ خطرہ ہو کہ تو کوئی بگاڑ اُس کی نہ کل ڈالے

کسی کو ٹھے کے گلّے پر وہ ہی جواک درخت انشا

لکھے تین چار اُس میں سے آئی ہیں نکل ڈالے

کل ایک گھر میں خوب سے چھوٹے بڑے لڑے
ہاتھوں سے ہاتھ اور کڑوں سے کڑے لڑے
چھلنی سے چھاج چھاج سے چھلنی الجھ گئی
مٹکوں سے مٹکے ٹوٹے گھڑوں سے گھڑے لڑے
لڑکوں سے لڑکے پٹے جوانوں سے جب جوان
بڈھوں سے بڈھے کڑ بڑوں سے کڑ بڑے لڑے
چیونٹوں سے چیونٹے گتھ پڑے چیونٹوں سے چیونٹیاں
بجھوں سے بیٹھے پیٹے کھڑوں سے کھڑے لڑے
حقوں سے حقے چلموں سے چلمیں بھی ٹوٹیاں
نیچوں سے نیچے گڑ گڑوں سے گڑگڑے لڑے
جب تل گئی لڑائی ترازو کی تول میں
باٹوں سے باٹ ٹوٹے دھڑوں سے دھڑے لڑے

انشا یہ دبدبے اپنی بھی اس دھوم دھام میں
دیدوں سے ایک شخص کے ہو کر کڑے لڑے

جو ہم کو چاہے اس کا خدا نت بھلا کرے
روٹھے ہوئے کو کس لیے جا کر منا ہے
جھلسا ہے اس کے منہ کو چہ چاہت کا نام لے

دو دھوں نہلائے اور وہ پوتوں پھلا کرے
منت کسی گوڑے کی اپنی بلا کرے
اس دل کی آنچ میں کوئی کب تک جلا کرے

کچھ دوڑ مجھ سے بھی ہوئی چل پھرتی ددا
افسوس اُس خیال میں جو جی میں رچ لیا
دائی کے دشمنوں کو نکالے موئی اصیل

وہ دار اُڑگئی جو کوئی تراتر تلا کرے
دونوں یہ ہاتھ کوئی کہاں تک ملا کرے
کچھ جا کے بددعا نہ کہیں کالکا کرے

آواز مجھ رہی جو دوگانا کی آج ہی
انشا سے کوئی کہہ دے اب اس کا گلا کرے

جو دل کی آرسی کو ہماری جلا کرے
کیا نیند آوے اس کو یہ پھولوں کی بچھیا
ہیں الٹی ٹانگیں اُس کی اُس کے گلے میں جھٹ
بندی کی وہ جو ٹوہ میں ہو لے مرے خدا

اُس کا کنول خدا کی طرف سے کھلا کرے
جب تک نہ زور سے زور سے منہ پہ ملا کرے
جو کوئی اُن سے جل کے ہمارا گلا کرے
ایک مست ہاتھی غیب سے اُن پہ ملا کرے

کچھ بندہ باندھ ایسی طرح کا کرا اے ددا
انشا اب آوے چوکے تو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو بیگما ہوئے ہیں درخت ہرے بھرے
وہ جو تاک ہیں سو نشہ میں ہیں نہیں کوئی اور درے پرے
اری لونڈوں گھیر یو جا چھپو کہیں حبشیوں کو نہ جانیو
کہ یہ چھوٹے چھوٹے سے بچے ہیں یہ تو چھوکرے ہیں درے پرے

رہو گا نہیں ہی اُنہیں دو اتو خدا کے واسطے دے سُنا
کہ نگوڑی دون کے سر میں جا کوئی سانس یان بھرا دے
جو گناہ کرکے پھر آئے تو اُسے ایسی آنکھ دکھایئے
کہ رہے جہان میں جب تلک وہ قصور پھر نہ کرے ڈرے

بہ حال لال پری سے کہہ نہ نو رتن خان ولی سے کہہ
اسے انشا اپنے ہی جی سے کہہ کہ کسی پہ دل نہ دھرے دھرے

ہزاروں دیو دکو یاں کی پریوں نے پچھاڑا ہی
نہیں یکنوک راجہ اندر کا اکھاڑا ہی
چھوا ہی کچھ نہ چھیڑا ہی کسی نے اب تلک اُن کو
ابھی سے بیگما جی نے بھلا کیوں منہ بگاڑا ہی
خدا اُن کو اُجاڑے ہاتھ سے ان باغبانوں کے
جنھوں نے اس موئے بلبل کے گھونڈے کو اُجاڑا ہی
رضائی شال کی اوڑھو چلو ہم تم چھپر کھٹ میں
ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں خوب جاڑا ہی
گرا یا کل دوگانا کو جو میں نے کھیل کر کُشتی
تو کو کایوں پکار اُٹھی پچھاڑا ہی پچھاڑا ہی

بھلا باتیں کرے کوئی کہاں تم سے جہاں دیکھو
تمہارے ساتھ اک لپٹا ہوا دھاڑے کا دھاڑا ہی

نہیں بھاتا نگوڑے بادلے کا یاں یہ نمگیرہ
اجی بس چاندنی کی سیر ہی اور بس تو اڑا ہی

اُسی نے پی لیا ہی عاشقوں کی جان کا توہو
وہ جو گردن کی ڈوری ساتھ لپٹا سرخ نارا ہی

بگاڑو گی وہی تم بھی دواجی مجھ کو دھمکا کر
جو سب لوگوں نے اِن میرے غلاموں کا اکھاڑا ہی

جو سوچا خوب سا میں نے تو اُن کے دوست کا ڈھب بھی
نہ سیدھا ہی نہ ترچھا ہی نہ ٹیڑھا ہی نہ آڑا ہی

بھپارا گرم خالطی کا نہ دیجے آپ انشا کو
تکلف برطرف صاحب کو اُس نے خوب تاڑا ہی

اس گھڑی اک دھیان میں ہوں آپ کے میں بولتی
ڈر لگے ہی پر بہت ہی رات سن سیں بولتے

گوشت ایک گاڑی بھرا لیکر جو چیک پیاسی ہی
ناک ہی کوڑا سی اس کی جان سو بپّاسی ہی

کیا چڑھے دھیان کسی شخص کی کنگھی چوٹی
ہی مرے پاؤں تلے لال پری کی چوٹی

یہ کیا تجھے ہی خواہی نہ خواہی
انگیا دوا کے تب تو نے ایک
طوفاں تم نے مجھ پر جو باندھا
میری بدی میں جو کوئی ہووے
دشمن جو میری تھی ایک جنی وہ
ہم نے نباہی تم سے تو پیارے

مجھ سے بکنا واہی تباہی
ساری کی ساری جھوٹ ملاہی
کوئی بھی دے گا اس کی گواہی
اُس سے سمجھے تو ہی الٰہی
از غیبی آئی اُس پر تباہی
لیکن نہ تم نے مطلق نباہی

انشا نے بھی اب تلوار باندھی
کیا خوب اے واہ ایسا سپاہی

بس مرا سر نہ کھا ارے
سیر کا ہی مزا ابھی
کوئی نادان ہووے تو
تو ہی بتلایہ اے صنم

دور ہو چل پچخ پرے
کھیت ہیں سب ہرے بھرے
تیری باتوں پہ دل دھرے
کوئی اب تجھ سے کیا کرے

دیکھ انشا تجھے بھلا
سانس ٹھنڈی نہ کیوں بھرے

وہ تو کسی میں نہیں آپ میں جو بات ہے
پڑتی ہے مینہ کی پھوار نیند میں سب لوگ ہیں
تم بھی کوئی ہو اجی کن نے کہا آدمی
بیننگ سے پار ابھرا بیٹ میں کوڑی کے اوٹ

جھوٹ جو بولوں تو یہ تاروں بھری رات ہے
ایسے میں آجایئے ابر ہے کچھ گھات ہے
وا چھڑی کیا پوچھنا آپ کی جو ذات ہے
میں نے یہ اُن سے کہا یہ بھی تو اک دھات ہے

دل کی خوشی کے لیے سنیے کچھ انشا سے آپ
بات میں اُس کی بھری ایک کرامات ہے

میں نے جو بیچ کچا کر کل اُن کی ران کاٹی
لیلیٰ کے آگے کیا وہ مجنوں کی آہ تُفنگ

تو اُن نے کس مزے سے میری زبان کاٹی
سر مونڈی ایک لونڈی سو ناک کان کاٹی

اوکے جو کے تو کبھی جوک کی بھی سیر رہے
اپنوں کی خفگی اجی ہم نے تو اپنایت کی
تیرنا چاہ کی ندی میں ترا کام نہیں

اور کیا دولہ بہادر دموں کی خیر رہے
پھر یہ قسمت کہ وہی خیر کے تم غیر رہے
جن کی قسمت میں کہ لکھا تھا وہی تیر رہے

یوں جھکا مجھ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیوں بگل پڑ بیٹھے روپے کچھ اُن کا تو
یوں ہی ہر بات میں بولا کرو شکر سردا
کوئی اللہ کرے چھینک پڑی جلدی سے

تم تو وہ چاہتے ہو سوئی میں دھاگا جیسے
سونے روپے کو گلا دیوے سہاگا جیسے
ابھی آغا کو ہلک کر کہا آگا جیسے
وہ چھپر کٹ میں تو ہی چھوڑ کے بھاگا جیسے

ہیں تو دیکھا نہیں گانے کو تری پر یہ کہا
گائیں گا دیں امیروں کی گھر دیں بنت کرو

نال سرسم سے جو گا دے تو بھلا گا جیسے
خاں نقاں آ کے کریں صبح کو کاگا جیسے

ڈھال تلوار لیے لانک چڑھائے انشا
مجھ سے یوں رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہ اتفاق ہو نہ بنے یا بنی رہے
روٹھی ہوئی ہو وہ تو گئی پر یہ سوچ ہو
مانگوں گی آدھی رات کو سر کھول کر دعا
نواب دولہ شیر بہادر وزیر کی
دولت بنی ہو اور سعادت علی بنا
قائم رہے وہ چاند سا کھڑا جہان میں
جم جم وہ آنکھ اس کی جو برچھی سے تیز ہو

ہر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
یہ کیوں کہ ہو کہ یوں ہی منی تو منی رہے
آئیں کے کہنے کے لیے اور ایک جنی رہے
جم جم سے ملکوں ملکوں میں نت روشنی رہے
یا رب بنے بنی میں ہمیشہ بنی رہے
اس کا برا جو چیتے اسے جاں کنی رہے
دشمن کے دل میں چھنی اسی کی انی رہے

ہمت کبھی نہ ہاریے انشا یہ چاہیے
جو بات دل میں ٹھن گئی بس وہ ٹھنی رہے

دنیا ادھر کی گو ادھر کو جائے
وہ ہی اب تجھ سے البیلے بچیسی

بڈھے خوجہ کی کس طرح خو جائے
جاں ٹیا سی اپنی جو کھو جائے

ہو نہ سے اک پھوٹ تو انار کی
بی جو کوٹھی تا کھڑا اُس کو

اری کس طرح تیری تو تو جائے
ٹھنڈے ٹھنڈے کہو کہ گھر کو جائے

کہہ کہانی تو ایسی اے **انشا**
جس میں آنو نگوڑی یہ سو جائے

آج وہ بات سہی جس میں تری گل گل جائے
کیا کروں لیکن اگر کوئی مہینا ٹل جائے

یوں لگی کوسنے چوپڑ میں جو ہاری وہ پری
ستی ہو جائے دمن مر ترا راجہ نل جائے

ڈھلتی پھرتی ہوئی اے چھانو جو وہ آترا دیں
حق کرے تیری طرح اُن کا بھی جوبن ڈھل جائے

آہ کی نو جو مرے جیوڑے سے نکلے باجی
شمع بر بختوں جلی کیوں نہ بھلا جل جل جائے

اُسے قربان کروں جو مجھے چھیڑے **انشا**
میری چھاتی جو چھوئے اُس کی ہتیلی جل جائے

سدھی لوگوں سے بھی رکھتی ہو کچھی ری نیل
کیا بُری خو ہے تمہاری بھی اجی بی سینی

آئی ابتک نہ مری دوست یہ کیا قہر ہوا
کوئی بیجا ہو تو اس وقت تصدق ہو جائے
چشم بد دور قضا و دہ تمہارا اے واہ

اے لواب صبح کی نوبت کبھی بجی بی سینی
اوڑھنی تم پہ عجب زرد سجی بی سینی
گرم کتنی ہو اجی اوچھی جی - بی سینی

اجی انشا کو نہیں دھیان ہمارا مطلق
آبرو ہم نے عبث اپنی تجی بی سینی

پڑگیا نیل مرے گال میں کیا قہر ہوا
دبلی پتلی ہوں مرے تو نہ بہنیو کپڑے
میں نے پی اتنی سی سبزی کہیں تجھے جا کر

اری کمبخت نگوڑی پڑے تجھ پر ٹکی
اری او جان اری خبلا اری اوٹکی
پہلے باجی ہی نے معجون کی کھائی چٹکی

ہو گئی ران تو سب لہو لہان اے انشا
دیکھ ہر تیج پڑوں گی نہ مری لے چٹکی

کوئی کچی ہی گنی ہر بات کا یکا مجھے
کوئی چمگا ڈر سا جی ہو نگوڑا اڑ گیا
کون جیتا کون ہارا یہ تو پھیسی مجھے
اُٹھتی کوپل اور چاہت بیگم کیا قہر ہی

گر پڑے تو اوندھے منہ شیطان کا دھکا تجھے
اے ددا جواب دکھا دے کاٹ کا مکا تجھے
اے زناخی پوٹری میرے تئیں جھکا تجھے
چاند جیسا لگ گیا بیڈول یہ لکہ تجھے

چپکے دبنی کھول کنڈی لینا انشا کو بلا
ڈر نجلا کیا چاہیے دربان ہو بک کا تجھے

سچ کہوں بات جو بری نہ لگے
کیا وہ بنجری سیلی بیلی اجی
آغا بینا او جڑ گئی تجھ کو
چودھری جی چلے وہ کیا گاڑی
ڈر یہی ہے کہ میرے پیچھے ددا

کیا وہ دکھتے کہ جوں چھری نہ لگے
جو کہ ہونٹوں میں بھر بھری نہ لگے
چاہیے کوئی بے سری نہ لگے
کبھی پھیوں میں جو دھری نہ لگے
یہ گوڑی اکل کھری نہ لگے

میرا انشا وہ ہے کہ رستم کی
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

مات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی
صدقے آواز کے تیرے جو پکارا میں نے
ہر سلیقہ تجھے اتنا کہ نظر آتی ہے
اے لو اس کوٹھری میں بیٹھ ڈرانے کے لیے

اب تو نوبت بجی اٹھوا جی باجی باجی
تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
بادشاہ زادی ترے سامنے آئی باجی
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھے ہیں حاجی باجی

کر دیا تو نے خفا مجھ سے مرے انشا کو
تیری یہ راج کرے شوخ مزاجی باجی

پہ جھبتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کی اوڑھنی
بن سر ڈھپے ہوئے تجھے کیا چاہیے بھلا
لوکاجی دیکھو میرے دوگانا پہ کیا بھبی
اس اودی اوڑھنی کی تو گاتی نہ باندھیو

لا دے وہی دو ابھی مجھے ململ کی اوڑھنی
بوٹے سے قد پہ اس بڑی آنچل کی اوڑھنی
پشواز اودی اور جھلاجھل کی اوڑھنی
بن جائیگی یہ کوٹھری کاجل کی اوڑھنی

انشا کے سونگھنے کے لیے اُن نے بھیجدی
جالی کی کرتی اور وہی ہلکی اوڑھنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی
لے نہ اے نرگس خوشی کر تیری بیماری گئی

چونپ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہر روز ملے
کیوں نہ ہنستی ہی پھرے اوڑھ کے زردوزی جھول
جیسی ہیں بوز قزاگوز کی صورت آیا
تم کو تو دھیان یہی آٹھ پہر ہے کہ مجھے
ہے مثل وہ کہ پرانا جو ملے تو سو روز

چاہیئے ہفتہ میں دل سوز سے دل سوز ملے
وہ بندوڑ آج کہ تم سا جسے زردوز ملے
اُنھیں گھوڑا بھی کوئی بوز قرابوز ملے
نت نیا روز ہر ایک ماہ شب افروز ملے
اور وہ جو کہ نیا ہوئے سو نو روز ملے

نہیں اندر سے اگر شور ملا تو انشا
ہو نہ بنائی ہوئی پھر کیوں میاں فیروز ملے

کیا غضب ہے نری چنون میں پری آگ بھری
تو بھی کچھ قہر ہے اللہ اری بھاگ بھری

رباعیات

۱

اے بی بی ہیں شاندار بھائی تیرے
دو چال نہ چل کہ نام رکھے کوئی نہ

صدقے قربان جائے دائی تیرے
بے ڈول یہ ہیں دیدہ ہوائی تیرے

۲

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے؟
آئی تو نہیں ٹھہرتی یہ رنجش ہے

گھر میں میرے آگ لینے آتی کیوں ہے
بے فائدہ یاں تو آتی جاتی کیوں ہے

۳

جھاکا تو نہ کر عبث فضیحت ہوگی
چالیں یہ چھوڑ دے نہیں تو ناحق

آ تو یہ سنے گی تو قباحت ہوگی
اک روز بڑی بھری فضیحت ہوگی

مقطعات طلسم

دودھ میں خوب گھول نوسادر
حرف جب سوکھیں پو نچھیے ایسا
سادہ کاغذ دکھائی دیوے گا
آگ پہ سینکنے کے ساتھ اس میں
یہ کرامات دیکھ کر جانی

اس سے لکھیے جو ایک کاغذ پر
کہ نہ معلوم ہووے تھے وہ کدھر
لے دو گانا یہ مجھ سے سیکھ ہنر
آئیں گے کالے کالے حرف ابھر
تو کہہ اٹھے گی حفٖ کسی کی نظر

ہم نے بھیجے ہیں اپنے **انشا** پاس
لکھ کے ایسی طرح کے خط اکثر

لگادے شمع کے پیندے پہ شیشہ کا چپٹا
سہارا کھاتا ہوا او اُس کو حوض میں چھوڑ
جلے گی وہ سوئی جوں جوں اُبھرتی آوے گی
نہ ڈوبے گی نہ بجھے گی ہنسیں گے سارے منہ موڑ

کھینچ گودا دیا سلائی کا
کر کے خالی چنوں کے میروں کو
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ کچھ
کہ ابھی اوگتے ہیں چنے دیکھو
اور پانی چھڑک دے تھوڑا سا
اُن چنوں سے وہیں سرک دینے

سینک مضبوط سی کوئی لیکر
اُس کی گودی کو اس سلیقہ سے بھر
بدلے اوروں سے شرط کچھ اس پر
رکھدے اک تہ میں خاک کے اندر
پڑھ کے کچھ جھوٹ موٹ چھو منتر
پھوٹ نکلیں گی کونپلیں باہر

لکھے جو خط عرق سے لیموں کے
آگ پر دھرتے زعفرانی حرف

سادہ معلوم ہوئے گا بس خیر
نکل آویں گے یہ عجائب سیر

———◆———

خط موزوں

مشفقا مدظلہ العالی
ملتمس یہ کہ خط جو لکھ بھیجیں
سو تو کم بخت ٹھنڈی سانس ہوا
دل پہ جو ہی سو جانتا ہی اوسے
جی نگوڑا از بس گیا ہی ہی
اڑ گئی شمع نے کہاں پایا؟
کڑھیو پچھو نہ تم سفر میں کہیں ؛
عمر کوتہ سفر کی ہی مشہور ؛

بعد اظہار اشتیاق نیاز
تو اُسے چاہیے کوئی ہمراز
اور اپنا نہیں کوئی دمساز
پاک پروردگار بندہ نواز
اب تو سنیے کہ آپ کی آواز
وہ جو ہی ہم میں ایک سوز و گداز
اور پڑھا کیجو پانچ وقت نماز
چلنے والے کی عمر ہی سو دراز

واقعی سچ کہا ہی انشا نے
بیچ دنیا کے ہی نشیب و فراز

قطعہ

دمبدم جھوٹ کے یہ مفت بھپارے دیکر
کیوں کلیجے میں مرے آگ لگاتے ہو تم

غیب سے اُن کے جھلسا گئے اس چاہت کو
کس لیے آکے بھلا اور جلاتے ہو تم

پھیر دیں ہر نہ یہ پھیروں نہ الہیانہ للت
ہیں جب دیکھو تو کچھ اپنی ہی گاتے ہو تم

یعنی معقول چہ خوش واچھڑی کیا خوب ایلو
چٹکیوں میں مجھے بھی اب تو اُڑاتی ہو تم

کہہ کے سمجھوں گی بھلا تجھ سے میں انشا اللہ
کیا کیا میں نے جو ہر روز دھراتے ہو تم

قطعہ بطور خط

خان سمو لمکان سلمہٗ ربہٗ
آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام

فضل الٰہی سے یاں اور تو سب خیر ہے
کٹتی ہے اچھی طرح شکر ہے اُس کا مدام

لیکن اجی کیا کہے کہنے کے قابل نہیں
اپنو جدائی کے ہاتھ زیست ہوئی ہے حرام

دل میں ٹھوکے سے کچھ لگتے ہیں آٹھوں پہر
کوئی اُسے کس طرح رکھے بھلا تھام تھام

روز جو وعدی کے تھے گنتے ہی گنتے انھیں
انگلیوں کے پورے سوجھ گئے ہیں تمام

پردۂ دوری کہیں بیچ سے اُٹھ جائے جلد
پردہ نشینوں کی ہے اب یہ دعا صبح و شام

کرتی ہیں ہمجولیاں باغ تماشے کی سیر
اُن میں مجھی رہتی ہے اپنی وہی دھوم دھام

اس میں جو روتے ہوئے دیکھ کسی نے لیا
تو یہ بہانا کہ ہر رات سے ہم کو زکام

بنتیں ہیں انشا کی اور اپنی بہنجی دہی
اس کے سوا ان دنوں کچھ نہیں بندی کا کام

میرزا صاحب الطاف نشاں سلمہٗ
اتنی مدت سے سدھارے نہ کبھی خط لکھا
بعد اظہار تمنا یہ اجی ہو معلوم
ہم کو ایک پیسے کے کاغذ سے بھی رکھا محروم

قطعہ دربیان طلسمات

گڑ سے لکھے جو ایک وصلی پر
اور سکھلا وے لفظ اے پیارے
کوئلے سے ملے جو وصلی کو
کہ وہ کالے ہوں حرف بھی سارے
دھر کے وہ وصلی ایک تختی پر
چھینٹے پانی کے خوب سے مارے

حرف انشا وہیں سفید سفید
چمک اٹھیں گے جس طرح تارے

لکھیے جو چونے سے کچھ ایک کسی فرد پر
اور سکھا کر اسے خوب مٹا دیجیے
فرد تو سادی ہی پھر سب کو نظر آوے گی
ڈال کر پانی میں پھر سیر دکھا دیجیے

صاف اُبھر آویں گے حرف چمکتے سفید
آپھی کرامات کی دھوم مچا دیجیے

عرق لیمو آدھے شیشہ میں
اُس میں ایک چٹکی بھر کفِ دریا
ابل آویگا وہ عرق منہ تک

کہہ دے ایک آدمی سے بھر لادے
پیس کر چھوڑ دے تو لے پیارے
سانپ کے طرح مار فنکارے

یہ عجائب طلسم ہے انشا
دیکھ جس کو بھچک رہیں سارے

مستزاد در مستزاد در فہمیدن نسبت از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سے ہی ہاتھ کو سو کیا	کچھ سوچ کے بتلا۔ ہوا اس بیر کلائی
نوبت کو ترے نام سے ہی مہبل کیسیا	مت کرتو اچنبھا لکھا ہے اری باجی
وہ کونسی ہی چیز کہ ان جانوروں سے کپڑوں کے پروں سے جو بنی سونبگی چڑیا	اک ہوا ہے نسبت اور جی نہیں اُس میں یعنی تری انگیا۔ اے جان زناخی
کوکا جی بھلا یہ کہو تھی کونسی نسبت جو لوٹ گیا دیکھ کے کل تیلیوں والا	کس واسطے کل کیوں آنکھونپہ تمہارے کرنے میں تماشا اُس میں یہی تپلے
کل کرکے ٹھٹولی وہ پری مجھ سے یہ بولی نولا تجھے ان آنکھوں کے کانٹے ہیں تو ٹھرا	دن رات سے نسبت کیونکر نہ تجھے ہو نولاکھہ ہی ماشا دیکھا یہ تماشا
جھنڈے سے بھلا وہاں کو ہی کونسی نسبت	فرمایے صاحب اس کو بھی نہ سمجھے

ہی مردوں کے ناموں میں خط سے کیسے نسبت
پر اُس سے کہ جس بن کچھ کام نہووے
پہلے وہ لکھا جائے بنے جب کہ لفافہ
ہی یہ تیرے انشاالله کی خوبی

پہیلی

تالاب میں تیرا کرے دن رات جو چرپا
ہر شخص اُسے دیکھ کے نہوڑا دی سر اپنا

کیا ہی وہ بھلا جی بوجھو تو پہیلی
یہ چال انوکھی ہی فقط نماکی ؛

جا بیگموں کے منہ لگے ایک کالی سی جوشن
لوہے کی جنی ہووی اُسے سب کہیں تا بنا

دو نا کرے جوبن وہ کیا اری سوہن
صورت میں پری سی ہووہ یعنی کہ مسی

تاروں کی بنائی ہوئی اک ناگنی ایسی
پی جاوے جو تالاب بھی اک سارکی سارا

سر جس کا سنہرا اک رات میں ظالم
یعنی کہ جلائی ہی تو جو وہ بتی

اندھیاری میں جو بیٹھ سی ہو کون بھلا وہ
لڑکا جو نگوڑا جنے سو بھوت سے کالا

جھٹ جن پری دو ہیں جب یاد آئے بلا اُ
سے دائی جائی پرچھائیں اری بی

——×⁘×——

مستزاد خماسی

بیں پھاند کے کل رات جو دیوار نہ جاتی۔ کنڈی نہ ہلاتی۔ جاگر نہ جگاتی
نیند اُس کو نہ آتی۔ جوبن کی وہ ماتی تیوری نہ ہلاتی۔
اور چٹکیوں میں میرے تئیں صبح اڑاتی۔ ہاتھوں پہ نچاتی۔ گاتی نہ بجاتی
کھانے کو نہ کھاتی۔ پھر تو نہ بلاتی۔ سو سوہلی گاتی۔

پہیلی

وہ کون جسے یوں سے اودھر دیکھو تو چلو
دھیڑ نہ وہ آیو۔ آگے ہی سے آکر
گھر والی کے آنے کی خبر وہ ہی سناتا
مت بھول دوانی۔ کوا ہے جانی

ہے کون درخت ایک کہ باون تو پھل اُس کے
اور پھول سو اُنسٹھ ہیں گر چار ہیں پتے
ماتھے پہ لگا چاند ہے اور ٹھڈی پہ تارا
دنیا میں الٰہی۔ قائم رہے اُس کی

وہ کیا ہی سنفنفور کو لگہ نہ ہو اُس سے
دکھلائی نہ دیوے پر دھوم مچا دے
کہتے ہیں بھلے لوگ جسے جان چٹا خا
سو کیا کہ وہ مچھّے ۔ واللہ کہ اچھے

وہ چیز بھلا کیا کہ مزے جتنے بنائے
پھوٹے نہ بہے آپ رہے جیسے کا تیسا

اللہ میاں نے سو سب ہیں اُسی میں
او کارروائی کرجائے نہ وہ سب کی

تمام شد